در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی

رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی، یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ یادگار حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر | پی ۳۶۹ | پندرہ روزہ

مدیر اعلیٰ
نقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

مہتمم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

الحسن
پشاور

شمارہ نمبر ۱۶۹-۱۷۰ | جلد نمبر ۱۵

یکم تا ۳۰ نومبر ۱۹۹۹ء مطابق شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کر کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرستِ مضامین

صفحہ نمبر	مضمون نگار	عنوان	نمبر شمار
۲	اقبال ریاض	شذرہ	(۱)
۳	مدیر اعلیٰ	آہ! حکیم اہل سنت	(۲)
۴	سید احمد ناصر گیلانی	التجا (نظم)	(۳)
۵	مدیر اعلیٰ	تفسیر القرآن الحسنیہ	(۴)
۷	مدیر اعلیٰ	انوار علی کرم اللہ وجہہ الکریم	(۵)
۱۰	صوفی مشتاق احمد	شہہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم	(۶)
۱۹	ظفر نوید جاثی	نعت شریف	(۷)
۲۰	صاحبزادہ حافظ علی احمد جان رحمۃ اللہ علیہ	رمضان المبارک کی برکات	(۸)
۲۴	مدیر اعلیٰ	روزے کے احکام	(۹)
۳۴	محمد شہزاد مجددی	گل گلستان صحافت (نظم)	(۱۰)
۳۵	مفتی خلیل الرحمٰن قادری	استفتاء (دم، تعویذ کی شرعی حیثیت)	(۱۱)
۶۳	سید محمد انور شاہ قادری	تبصرہ کتب	(۱۲)

شذرہ

رمضان المبارک اور اشیاء ضرورت کی قیمتیں

اقبال ریاض

اس موقع پر جبکہ رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ اشیائے ضرورت کی قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کی طرف توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔ اگرچہ وفاقی کابینہ کی رابطہ کمیٹی نے چاروں صوبائی حکومتوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ رمضان المبارک کے ایام میں اشیاءِ ضرورت کی قیمتوں پر کنٹرول رکھنے کے لئے ضروری اقدامات کریں اور اس امر کو یقینی بنانے کی کوشش کی جائے کہ اس مقدس مہینے میں عوام کے لئے مسائل پیدا نہ ہوں۔ حکومت کی طرف سے اگرچہ مہنگائی میں اضافہ کی روک تھام کے لئے یہ ایک اچھا اقدام ہے تاہم اس اقدام اور ہدایت کو نتیجہ خیز اور مثبت بنانے کے لئے محض ہدایات ہی کافی نہیں کیونکہ اس قسم کی ہدایات گذشتہ حکومتوں کے دور میں بھی دی جاتی رہی ہیں۔ بلکہ اس سلسلے میں تاجروں اور شہری نمائندوں کے مشترکہ اجلاس بھی منعقد کرائے جاتے رہے ہیں لیکن اس کے باوجود اس معاملے میں عملی طور پر کوئی خاطر خواہ نتیجہ بر آمد نہیں ہوتا رہا اور چھوٹے بڑے تاجروں اور سبزی فروشوں وغیرہ کی طرف سے عوام کی ضرورت اور مانگ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کی کوشش جاری رہی ہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ ایک بابرکت اور مقدس مہینہ ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ منافع خور حضرات حصول ثواب کے لئے بھی اس مہینے میں خوراک اور ضرورت کی اشیاء کی قیمتوں میں کچھ کمی کرنے کی بجائے اسے اپنی کمائی کا ذریعہ سمجھ لیتے ہیں اور اس سلسلے میں حکومتی ہدایات کے علاوہ اخلاقی اور دینی تقاضوں پر بھی کوئی توجہ دینے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ لہٰذا اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ متعلقہ ادارے اور انتظامیہ کی طرف سے اس مسئلہ پر سنجیدگی کے ساتھ توجہ دینے کی کوشش کی جائے بصورت دیگر اس امر کا احتمال ہے کہ خوراک، ادویات اور روزمرہ کی دیگر اشیاء میں، جن کی قیمتوں میں گذشتہ چند سالوں کے دوران پہلے ہی کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے، مزید اضافہ ہو جائے گا اور غریب عوام کو جنہیں اقتصادی بدحالی کے پیش نظر پہلے ہی سخت پریشانی کا سامنا ہے اور زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا لہٰذا اشیاءِ ضرورت کی گرانی کی روک تھام کے لئے محض حکومتی ہدایات ہی کافی نہیں بلکہ ایسے عملی اقدامات بھی کئے جانے چاہئیں کہ کم از کم عید الفطر سے قبل کسی طور بھی ضروریات زندگی کی قیمتوں میں اضافہ ممکن نہ ہو سکے جبکہ موجودہ حکومت کی ساکھ کے پیش نظر ایسا ہونا بھی بہت ضروری ہے۔

آہ! حکیمِ اہلِ سنت

اہلسنت علامہ رضوی صاحب اور پروفیسر کاوش صاحب کے انتقال کے غم سے ابھی سنبھلنے بھی نہیں پائے تھے کہ ۷ انومبر ۱۹۹۹ء مطابق ۷ شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ بروز بدھ حکیمِ اہلسنت حضرت علامہ حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری ثم لاہوری کی وفات حسرت آیات کے صدمہ نے انہیں نڈھال کر دیا۔ آنجناب ــــ کا انتقالِ پُر ملال پورے پاک و ہند کی ملت اسلامیہ اور خصوصاً اہل سنت والجماعت کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔

حکیم صاحب بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ کا مطب ۵۵ ریلوے روڈ لاہور، دواخانہ کے علاوہ ملک بھر کے علماء ومشائخ کے جمع ہونے کا ایک اہم مرکز بھی تھا۔ آپ نے ایک نفیس، بیش بہا اور عمدہ کتب خانہ چھوڑا جو کہ آپ نے اپنی زندگی میں ہی پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو بطورِ عطیہ عنایت فرمادیا۔ یہ آنے والے وقتوں میں طالبان علم وادب کی علمی تشنگی کی آبیاری کرتا رہے گا۔

حکیمِ اہلسنت نے وطنِ عزیز پاکستان میں فکرِ رضا کو عام کرنے کے لئے لاہور میں "بزمِ رضا" کی بنیاد رکھی اور آپ کی یہ گراں قدر خدمات ہمیشہ سنہری حروف سے لکھی جائیں گی۔

مرحوم اس فقیر کے بڑے کرم فرما تھے، ان کے ساتھ اکثر خانقاہِ عالیہ شاہ محمد غوث رحمت اللہ تعالیٰ علیہ لاہور کے علاوہ حکیم صاحب کے مطب پر بھی ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں ایک بار آپ اپنے چند احباب کے ہمراہ پشاور تشریف لائے اور اس فقیر کو میزبانی کا شرف بخشا۔ آپ تمام عمر دینِ اسلام کی تبلیغ واشاعت بغیر کسی تصنع اور ریاکاری کے سرانجام دیتے رہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عنایت فرمائے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ـــ آمین۔ ادارہ الحسن ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

مدیر اعلیٰ الحسن

التجا

سید احمد ناصر گیلانی

جو تیری رُشد و ہدایت کی نگہبانی ہے
میرے مولا یہ تیری مجھ پہ مہربانی ہے

میں تو اک خاک کا پُتلا ہوں رہوں یا نہ رہوں
پر تیری ذات کی ہر دور میں سُلطانی ہے

اس کو آباد تو کر سکتا ہے اک کُن کہہ کر
میرے دل میں میرے یارب بڑی ویرانی ہے

اس کو مت دیکھ گنہگار، سیاہ کار ہوں میں
بس یہی دیکھ میرے دل میں پشیمانی ہے

معاف کر دے تو تیری شان ہے، کر سکتا ہے
اپنے اعمال پہ ناصؔر کو پریشانی ہے

گذشتہ سے پیوستہ

تفسیر القرآن الحسنیہ

مدیر اعلیٰ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

وَ قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللّٰهَ لَا
يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ (١٩٠) وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِّنْ
حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ حَتّٰى يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ۖ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ۗ كَذٰلِكَ جَزَاءُ الْكٰفِرِينَ
(١٩١) فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (١٩٢) وَقٰتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ
فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّينُ لِلّٰهِ ۖ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظّٰلِمِينَ (١٩٣)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ان لوگوں کے ساتھ لڑو جو تمہارے ساتھ لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا (۱۹۰) اور ان کو تم جہاں پر (بھی) پاؤ قتل کرو۔ اور ان کو نکالو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا اور شرک قتل سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ اور ان کے ساتھ نہ لڑو جب تک کہ وہاں میں تمہارے ساتھ نہ لڑیں پس اگر وہ مسجد حرام (بیت اللہ شریف) میں تمہارے ساتھ لڑیں تو تم بھی اسی طرح ان سے لڑو۔ یہی کافروں کی سزا ہے (۱۹۱) پس اگر وہ باز آجائیں تو اللہ تعالیٰ بہت ہی بخشنے والا مہربان ہے (۱۹۲) اور ان کے ساتھ لڑو یہاں تک کہ شرک نہ رہے اور سب اللہ کا جائے پس اگر رک جائیں تو زیادتی نہیں کرنی مگر زیادتی کرنے والوں پر۔ (۱۹۳)

لغت: **فتنہ**: سازش، شرک، کفر۔

تفسیر: آیت بالا میں حج کا ذکر ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بمعہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اس فریضہ کی ادائیگی کا اہتمام کیا تو مشرکینِ مکہ

نے آپ کے ساتھ لڑائی کی ٹھان لی۔ مسلمان حرم شریف پر لڑنا پسند نہیں کرتے تھے لہٰذا اللہ جل جلالہ نے جہاں پر حج کے لئے یعنی دین اسلام کے غلبے کے لئے کفارِ مکہ کے مقابلے میں لڑنے کا حکم دیا تو وہاں حرم شریف میں بھی بوقتِ ضرورت لڑنے کے احکام بھی ان آیات میں بیان فرما دیئے۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے کہ جب مشرکین تمہیں مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکتے ہیں اور حج کی ادائیگی سے منع کرتے ہیں اور آمادۂ پیکار ہیں تو تم بھی دین حق کو غالب کرنے، کفر و شرک کو مٹاتے اور حج کرنے کے لئے ان کے ساتھ لڑو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ لڑتے ہیں اور یاد رکھو کہ اہلِ اسلام غلبۂ دین، دینِ اسلام اور راہِ خدا میں کسی پر زیادتی روا نہیں رکھتے تو تم کسی پر زیادتی نہ کرو۔ اللہ جلّ جلالہٗ اس گروہ اور معاشرہ کو قطعاً پسند نہیں فرماتا جو کسی دوسرے پر زیادتی کرے، زیادتی کرنے کے یہ معنی ہیں کہ جب غلبہ حاصل ہو جائے تو ان کے درخت کاٹے جائیں، بچوں، بیماروں، بوڑھوں، راہبوں کو ناجائز قتل کیا جائے، ان کے مردوں کو مُثلہ کیا جائے، مکانوں کو جلایا جائے اور عورتوں کی عصمت دری کی جائے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ جس طرح ان کفارِ مکہ نے تمہیں مکہ سے نکالا تم بھی ان کو نکالو اور ان کے خلاف لڑو اور انہیں جہاں کہیں بھی پاؤ بغیر قتل کئے نہ چھوڑو۔ اس لئے کہ کفر و شرک قتل سے بھی بدتر ہے۔ لہٰذا کفر و شرک کو مٹاؤ اور نیز مسلمانوں کے اس خدشے کو کہ کعبۃ اللہ کی حدود میں قتل و غارت نازیبا ہے ارشاد فرمایا کہ واقعی حرم کی حدود کا احترام و عزت کرو اور حدودِ حرم میں کسی کو قتل نہ کرو مگر وہ تمہاری اس رعایت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے تم پر حملہ آور ہوں اور تمہیں قتل کریں تو تم بھی حرم کی حدود میں ان کے خلاف مدافعانہ لڑائی لڑو اور تمہاری یہ لڑائی ان کے اس کئے کا بدلہ ہے تمہاری طرف سے زیادتی نہیں ہے۔ پس اگر وہ لڑنے سے باز آ جائیں تو تم بھی لڑائی ترک کر دو اس لئے کہ تم اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرنے والے ہو۔ لہٰذا اللہ جل جلالہٗ بہت ہی بخشنے والا اور مہربان ہے اور نیز اس وقت تک جہاد کرنا ہے جب تک کہ کفر و شرک مٹ نہ جائے۔ دینِ حق جل جلالہ اور نبیٔ برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جو سازشوں اور فسادوں کے جال پھیلائے جاتے ہیں ان کو قطع نہ کر دیا جائے اور ہر مقام پر توحید و (باقی صفحہ ۱۸ پر)

گذشتہ سے پیوستہ

انوار علی کرم اللہ وجہہ الکریم

مدیر اعلیٰ

حدیث نمبر ۱۹۰/۳: حدّثنا احمد بن سلیمان الرھاوی قال حدّثنا عبیداللہ بن موسیٰ قال انبأنا اسرائیل عن ابی اسحاق عن البراء بن عازب قَالَ اعتمرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِیْ ذِیْ العقدۃَ فَابیٰ اھلَ مکَّۃَ انْ یَدعُوہُ انْ یَدْخلَ مکّۃَ حتّٰی قاضاھُمْ عَلٰی انْ یُقیمَ بِھَا ثلٰثۃَ ایامٍ فَلَمَّا کتبَ الکِتَاب کتبُوْا ھٰذَا مَا قضٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ قَالُوْا لَانُقِرُّبِھَا لَوْ نعْلَمُ انّکَ رَسُوْلَ اللهِ مَا مَنَعْنَاکَ شَیْئاً وَّلٰکِنْ انْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ قَالَ انَا رَسُوْلَ اللهِ وَ انَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ وَ قَالَ لِعَلِیّ امْحِ رَسُوْلَ اللهِ قَالَ لَا وَاللهِ لَا امْحُوا ابدًا فَاخذَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الکِتَاب فَمَحَاھَا وَ لَیسَ یُحْسِنُ انّہ یَکْتُبَ وَ کَتَبَ مَکَانَ رَسُوْلِ اللهِ ابنِ عَبْدِاللهِ وَ کَتَبَ ھٰذَا مَاقضٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ اَنْ لَّا یَدْخُلَ مَکَّۃَ بِالسَّلَاحِ اِلَّا بِالسَّیْفِ فِی القِرَابِ وَ اَنْ لَّا یَخْرُجَ مِنْ اَھْلِھَا مِنْھَا بِاَحَدٍ اِنْ اَرَادَ اَنْ یَتّبَعَہ وَلَا یَمْنَعَ اَحَداً مِنْ اَصْحَابِہٖ اِنْ اَرَادَ اَنْ یُّقِیْمَ فَلَمَّا دَخَلَھَا وَ مَضَی الْاَجَلُ اَتَوْا عَلِیّاً عَلَیْہِ السَّلام فَقَالُوْا قُلْ لِصَاحِبِکَ فَلْیَخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَی الْاَجَلُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَتَبِعَتْہُ ابْنَۃُ حَمْزَۃَ تُنَادِیْ یَا عَمِّ یَا عَمِّ فَتَنَاوَلَھَا عَلِیٌّ فَاَخَذَ بِیَدِھَا فَقَالَ لِفَاطِمَۃَ عَلَیْھَا السَّلَام دُوْنَکِ ابْنَۃَ عَمِّکَ فَحَمَلَتْھَا فَاخْتَصَمَ فِیْھَا عَلِیٌّ وَ زَیْدٌ وَ جَعْفَرٌ رَضِیَ اللهُ عَنْھُمْ فَقَالَ عَلِیٌّ اَنَا اَخَذْتُ ابْنَۃَ عَمِّیْ وَ قَالَ جَعْفَرٌ اِبْنَۃُ عَمّ تھَا تَحْتِیْ وَ قَالَ زَیْدٌ اِبْنَۃُ اَخِیْ فَقَضٰی بِھَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِخَالَتِھَا وَ قَالَ رلَۃِ الْاُمِّ ثُمَّ قَالَ لِعَلِیٍّ علیہ السلام "اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْکَ" وَ قَالَ لِجَعْفَرٍ اَشْبَھْتَ خَلْقِیْ وَ خُلُقِیْ وَ قَالَ لِزَیْدٍ اَنْتَ اَخُوْنَا وَ مَوْلَانَا فَقَالَ عَلِیٌّ اَلَا تَزَوَّجُ بِنْتَ حَمْزَۃَ فَقَالَ اِنَّھَا بِنْتُ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَۃِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ خَالَفَہٗ یَحْیٰی ابْنُ اٰدَمَ تَرْوِیْنِیْ

اٰخِرِ هٰذَا الْحَدِیْثِ فَرَوٰی عَنْ اِسْرَائِیْلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ هَانِیِٔ بْنِ هَانِیِٔ وَ هُبَیْرَةَ بْنِ مَرْیَمَ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ

ترجمہ: براء بن عازب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ذی قعدہ میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا۔ اہل مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں داخل ہونے سے انکار کر دیا اس لئے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر صلح کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) مکہ میں تین دن تک قیام فرمائیں گے پس جب وہ لکھنے لگے تو لکھا کہ یہ وہ صلح نامہ ہے کہ صلح کی اس پر محمد رسول اللہ نے۔ انہوں (مشرکین) نے کہا کہ ہم آپ کے رسول ہونے کا اقرار نہیں کرتے۔ اگر ہم جانتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں تو پھر آپ کو مکہ میں آنے سے کیوں منع کرتے۔ لیکن آپ تو محمد بن عبداللہ ہیں۔ ارشاد فرمایا میں رسول اللہ ہوں اور میں محمد بن عبداللہ ہوں۔ اور علی (المرتضیٰ) سے فرمایا کہ رسول اللہ کا لفظ محو کر دے۔ علی (المرتضیٰ) نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں اسے ہرگز کبھی محو نہ کروں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کاغذ لیا اور خود محو کر دیا اور اچھی طرح نہ لکھ سکتے تھے۔ اور رسول اللہ کی جگہ بن عبداللہ لکھا اور لکھا کہ یہ وہ صلح نامہ ہے کہ اس پر محمد بن عبداللہ نے صلح کی۔ کہ مکّہ میں ہتھیار میانوں میں کر کے داخل ہوں گے اور یہ کہ مکّہ والوں سے کسی ایک کو ساتھ نہ لے جائیں گے اگرچہ کوئی جانے کا قصد بھی کرے۔ نیز اگر کوئی صحابی مکّہ میں رہنے کا ارادہ کرے تو اسے نہ روکیں گے۔ جب مکّہ میں داخل ہو چکے اور مدت پوری ہو گئی تو اہلِ مکّہ علیؓ المرتضیٰ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے ساتھی سے کہہ کہ اب مکہ سے چلا جائے۔ مدت پوری ہو گئی ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ سے نکل پڑے۔ تو (حضرت) حمزہ (رضی اللہ عنہ) کی بیٹی آپ کے پیچھے آئی، آوازے دے رہی تھی کہ اے چچا، اے چچا! تو علی نے اس کا قصد کیا اور اس کو ہاتھ سے پکڑا اور فاطمہ علیہا السلام سے کہا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو لے لے۔ انہوں نے اسے اٹھا لیا۔ اس کی پرورش میں علی زید اور جعفر (رضی اللہ عنہ) میں جھگڑا ہوا۔ (جناب) علی (المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) نے فرمایا اس کو میں لیتا ہوں کہ یہ میرے چچے کی بیٹی ہے۔ اور جعفر نے کہا کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے۔ اور زید نے کہا کہ یہ میرے بھائی کی

بیٹی ہے تو آنحضرت ﷺ نے حکم فرمایا کہ اس کی پرورش خالہ کرے اور فرمایا خالہ ماں کے برابر ہے۔ پھر جناب علی (المرتضیٰ) کو فرمایا، اے علی تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں اور جناب جعفر (رضی اللہ عنہ) کو فرمایا تو خلقت (پیدائش) اور اخلاق میں میرے جیسا ہے اور جناب زید (رضی اللہ عنہ) کو فرمایا کہ تو ہمارا بھائی اور آزاد شدہ ہے۔ جناب علی (المرتضیٰ) نے عرض کیا کہ آپ حمزہ کی بیٹی سے نکاح نہیں کرتے تو فرمایا وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔

صحیحٌ رجالهٗ ثقاتٌ رجال الشیخین سوی الرهاوی وهو ثقةٌ[1]

حدیث نمبر : ۱۹۱/۴ : انبانا محمد بن عبدالله بن المبارك قال حدّثنا يحيى هو ابن ادم قال حدّثنا اسرائيل عن ابى اسحاق عن هانى بن هانى و هبيرة بن يريم عن على اَنَّهُمُ اِخْتَصِمُوْا فِي ابْنَةِ حَمْزَةَ فَقَضٰى بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِخَالَتِهَا وَ قَالَ اِنَّ الْخَالَةَ اُمٌّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَزَوَّجُهَا قَالَ اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِيْ اِنَّهَا ابْنَةُ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَ وَ قَالَ لِيْ اَنْتَ مِنِّيْ وَ اَنَا مِنْكَ وَ قَالَ لِزَيْدٍ اَنْتَ اَخُوْنَا وَ مَوْلَانَا وَ قَالَ لِجَعْفَرٍ اَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَ خُلُقِيْ۔

ترجمہ: جناب علی (المرتضیٰ) سے روایت ہے۔ (حضرت) حمزہ (رضی اللہ عنہ) کی بیٹی کی پرورش میں جھگڑا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اس پرورش کرنے کا فیصلہ اس کی خالہ کے حق میں فرمایا اور فرمایا کہ خالہ ماں کے برابر ہے، میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا آپ اس سے نکاح نہیں کرتے۔ فرمایا کہ وہ میرے لئے حلال نہیں اس لئے کہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ علی المرتضیٰ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں" اور زید کو فرمایا کہ "تو ہمارا بھائی ہے اور آزاد شدہ ہے" اور جعفر کو فرمایا کہ "تو خلقت اور اخلاق میں میرے مشابہ ہے"۔ اسنادہ حسن[2]

[1]: احمد میرین البلوشی، خصائص امیر المومنین علی ابن ابی طالب صفحہ ۲۰۴۔ [2]: ایضاً صفحہ ۲۰۵

ختم شُد

گذشتہ سے پیوستہ

شہہ لولاک ﷺ مشاہیر کی نظر میں

پرنسپل (ریٹائرڈ) الحاج صُوفی مشتاق احمد

اے رسولِ اکرم ﷺ! آپ نے عالمِ انسانیت کو صلح و امن اور محبت کا درس دیا۔ قدرت نے اس کے عوض آپ کو (دائمی) شان و شوکت اور (ابدی) شہرت عطا فرمائی۔ ایسی شہرت جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوئی۔ آپ نے دنیا میں شرافت و نجابت کے چراغ فروزاں کیے۔ آپ کی زندگی مثالی تھی، انتہائی سادہ مگر ہیرے کی مانند درخشاں اور تابندہ تھی۔ آپ نے دنیا والوں کو مہربانی اور محبت کا سندیسہ سنایا۔ مجبور اور بے بس غلاموں کو قعرِ ذلت کی پستی سے نکال کر مساواتِ انسانی کی عظیم شاہراہ پر گامزن کیا۔ جب آپ دنیا میں تشریف لائے تو کائنات کے ذرے ذرے پر رحم و کرم کی پھوار برسنے لگی۔ دیکھتے ہی دیکھتے سینۂ کائنات پھولوں کی بہار سے دمک اٹھا۔ متحارب خاندانوں اور قبیلوں کو حلقہ بگوشِ اسلام ہونے کے بعد اخوت یعنی بھائی چارے کا سبق سکھایا۔ خوش اسلوبی اور ہم آہنگی کے تیشے سے ظلم واستبداد کی رکاوٹوں کو مسمار کیا۔ حضور جب مبعوث ہوئے تو اللہ جل جلالہ نے علم و حکمت والی کتاب بطور تحفہ عنایت کی جس کی بدولت بُرائی اور بدکاری کا قلع قمع ہوا۔ تشتت وافتراق ختم ہوا اور سب مسلمان (بلاامتیاز رنگ و نسل) آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔ اے اللہ کے پیارے محبوب ﷺ آپ کا اسمِ گرامی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے درخشندہ و تابندہ رہے گا اور آپ نے بھائی چارے کا جو مضبوط قلعہ تعمیر کیا ہے وہ کبھی بھی زمیں بوس نہ ہوگا۔

اے میرے آقا و مولیٰ ﷺ اپنے ناچیز غلام (سرُور) کی عاجزانہ التجا سنیے، اس کے حالِ زار پر ترس کھایئے۔ آپ کا غلام مدینۂ طیّبہ کی طرف سر تسلیم خم کیے منتظر کرم کھڑا ہے

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

اب دیکھیے حضور ﷺ کا ایک ہندو عقیدت مند کتنے خوبصورت الفاظ اور دلکش انداز

میں حضور کے سراپا کے دلفریب نقوش کی تصویر کشی کرتے ہیں۔ پنڈت امرناتھ ساحرؔ یوں مدحت سرا ہیں۔

میرا قلب مطلعِ نور ہے کہ حرم میں جلوۂ یار ہے
دل و دیدہ محو نظارہ ہیں کہ نہ گرد ہے نہ غبار ہے
ترے جلوؤں کا، تیری رحمتوں کا، حساب ہے نہ شمار ہے
کہ صفاتِ کون و مکان کی تری ذات دار و مدار ہے
ترا عشق ہستیٔ شش جہت، ترا حسن پیکرِ معرفت
اسے تو نے اپنا بنا لیا کہ ترا یہ قول و قرار ہے
یہ حضور شاہِ نظامِ دیں ترا حسن خسروِ دلبراں
ترا جلوہ بزم ہے خسروی کہ ترے چمن کی بہار ہے
جو نہ صوت و حرف میں آسکے، جو دو کون میں نہ سما سکے
رگ جان ساحرِ خستہ میں وہ چمن کی ایسی بہار ہے

ساحرؔ پنڈت کی شگفتہ بیانی کے بعد اب دیکھئے آقاو مولا ﷺ کا ایک دوسرا غلام رؤف ظفر انتہائی درد و کرب کے عالم میں نعت لکھنے کی تمنا کر رہا ہے مگر اپنی کم مائیگی، تہی دامنی، بعجز و انکسار سے اپنی تشنہ لبی اور بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ نعت لکھوں تو کیسے لکھوں ملاحظہ کریں وہ اپنی آزاد نظم "شرفِ شرمندگی" میں یوں نغمہ سرا ہیں۔

میں گنہگار
نعت لکھنے کی لے کے حسرت
کھڑا ہوا ہوں
اے میرے ہادی
اے میرے رہبر
میں پستیوں میں گرا ہوا ہوں

میں مشکلوں میں گھرا ہوا ہوں
میں راستے میں پڑا ہوا ہوں
حضور انسانیت کو بخشا ہے
آپ ہی نے شعورِ یزداں
حضور کے فیض سے ملا ہے
جہان کو یہ یقین وایماں
حضور ہی نے بھٹکتی انسانیت کو بخشا
سراغ دنیا وزندگی کا
حضور ہی نے جہالتوں کو
چراغ بخشا ہے آگہی کا
حضور برحق ہیں
تاجدارِ پیمبراں ہیں
پیمبرِ آخر الزماں ہیں
جو رحمتیں بے حساب لائے
حضور ام الکتاب لائے
جو رہ نمائے حیات بھی ہے
صحیفۂ کائنات بھی ہے
نہ آپ کا ہے پیام مبہم
نہ آپ کی زندگی ادھوری
ہوئی ہے تشکیل دین حق کی
حضور کی ذات پر ہی پوری
مگر یہ بدقسمتی ہے میری

کہ بے عمل زندگی ہے میری
حضور کی روشنی کے مینار
آج بھی جگمگا رہے ہیں
مگر ہمیں کور دیدہ
ظلمات کی طرف دوڑے جا رہے ہیں
منافقت اور فریب کاری
شعار انسانیت بنا ہے
وہ بت جو توڑے تھے آپ نے
ایک دن
تراشے گئے ہیں پھر
اور ان کو انسان پوجتا ہے
وہ نخوت و کبر و ناز کے بت
وہ نسل کے امتیاز کے بت
وہ شرک و فسق و فجور کے بت
وہ سیم و زر کے غرور کے بت
یقین ہے اور عمل نہیں
جو یقیں نہیں وہ
منافقت ہے
یہ شرط ایمان ہے
یقین و عمل میں لازم
مطابقت ہے
حضور اکرم

کہاں یہ تاب و مجال مجھ میں
کہاں یہ حسنِ کمال مجھ میں
عمل کی دولت سے ہو کے محروم
آپ کا پاک نام اپنی زباں پہ لاؤں
وہ حوصلہ میں کہاں سے پاؤں
ہو جرأتِ عرضِ حال مجھ میں
قلم اٹھاتا ہوں نعت لکھنے کو میں
تو اکثر یہ سوچتا ہوں
عمل کی دولت سے ہو کے محروم
نعت لکھوں تو کیسے لکھوں؟
ہے حال میرا قبیح و مذموم
نعت لکھوں تو کیسے لکھوں؟
نشان ماضی کے کر کے معدوم
نعت لکھوں تو کیسے لکھوں؟
گناہوں سے ہیں فضائیں مسموم
نعت لکھوں تو کیسے لکھوں؟
نہ میرا دل جب تلک ہو معصوم
نعت لکھوں تو کیسے لکھوں؟
میری خرد کو عمل سے وابستگی ملے
تو میں نعت لکھوں
مجھے گناہوں پہ ذوق شرمندگی ملے
تو میں نعت لکھوں

میں پہلے اقدار نیک و بد کا کروں تعین

تو نعت لکھوں

حضور کی پیروی سے ہو زندگی مزین

تو نعت لکھوں

بتوں کو توڑوں تو نعت لکھوں

میں شرک چھوڑوں تو نعت لکھوں

(رؤف ظفر)

اسی طرح ایک اور شاعر دربارِ رسالت میں عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں

ہر حکم ترا صورتِ خورشیدِ علم ہے

ہر بات تری لوحِ زمانہ پہ رقم ہے

کوثر سے لبِ خامہ کو دھو لوں تو کروں ذکر

حقا کہ ترا ذکر ہی معراج قلم ہے

ن والقلم و ما یسطرون (پارہ سورہ القلم)

قلم محسوسات اور مشاہدات کو صفحۂ قرطاس پر رقم کرنے کا ایک مؤثر اور مؤقر ذریعہ ہے۔ خداوندِ بزرگ وبرتر نے قسم کھا کر قلم کی توقیر اور اہمیت کی طرف واضح اشارہ کر دیا ہے۔ لکھنے والے جو کچھ قلم سے لکھتے ہیں اس کی قسم کھا کر خالق ذوالجلال والاکرام نے تحریر کی عظمت و تقدس کو اجاگر کیا ہے۔ خوش نصیب ہے وہ قلم اور عظیم ہے وہ تحریر جس کی قسم خالق ذوالجلال کھاتے ہیں۔ یقیناً وہ تحریر لائقِ صد احترام ہے جو خالقِ کائنات کی حمد و ستائش کے پھول پروتی ہے اور وہ تحریر کتنی عظیم اور دلربا ہو گی جو خالق عزوجل کے پیارے محبوب ﷺ کی مدح میں زمزمہ افشاں ہے۔

قلم کسی مفکر کا ہو یا کسی مؤرخ کا وہ حضور سرکار دو عالم ﷺ کی مدح و ثنا کا حق ادا نہیں کر سکتا کیونکہ سید المرسلین ﷺ کے منصبِ رسالت اور مقامِ نبوت کی عظمت و تقدس

کو پورے طور پر سمجھنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔ قرآن پاک میں سید الانبیاء ﷺ کو بے شمار معزز و محترم القابات سے نوازا گیا ہے۔ ہر لقب اپنی جگہ حکمت و معارف اور اسرار و رموز کا اک بحر ناپیدا کنار ہے کہ جس کی حقیقت کو کما حقہٗ سمجھنا انسان کے فہمِ نارسا سے باہر ہے۔ مثلاً سورۂ احزاب میں آقائے دو جہاں ﷺ کو سراجاً منیرا کے درخشاں نام سے یاد فرمایا گیا ہے۔ یعنی حضور ایک چمکتا ہوا چراغ ہیں اس تابندہ چراغ کی ماہیت اور کیفیت کا صحیح علم تو خالقِ کائنات کو ہی ہو سکتا ہے جس نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو سراجِ منیر سے تشبیہ دی ہے۔

انسان اپنی فہم و فراست کی مدد سے تو بس اتنا نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ کفر و شرک اور عدوان و معصیت کی تاریک رات میں حضور ﷺ کی ذات عظمت مآب منارۂ نور میں سجا ہوا ایک ایسا درخشندہ چراغ ہے کہ جس کی ضیاباری کی بدولت بھٹکی ہوئی انسانیت کو رشد و ہدایت کے اُجالے کی طرف رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ اس آیت میں خداوندِ بزرگ و برتر اپنے پیارے محبوب ﷺ کی شان میں کتنے انوکھے اور منفرد انداز میں ارشاد فرماتے ہیں

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (سورہ انفال رکوع ۲)

معرکہ بدر میں جب مسلمانوں اور کفار کے لشکر ایک دوسرے کے مدمقابل ہوئے اور جدال و قتال کا بازار گرم ہوا تو حضور سرور کائنات ﷺ نے مٹھی بھر ریت ہاتھ میں اٹھائی اور شاہت الوجوہ پڑھتے ہوئے کفار کی طرف پھینکی اور اس کے ساتھ ہی مسلمانوں نے یکبارگی کفار پر بھرپور حملہ کیا۔ مندرجہ بالا آیت کریمہ میں اسی واقع کی طرف اشارہ ہے۔

ارشاد ہوتا ہے اے پیارے محبوب ﷺ جو خاک آپ نے دشمن کی طرف پھینکی وہ آپ نے نہیں پھینکی بلکہ امرِ واقع یہ ہے کہ وہ اللہ جل جلالہٗ نے پھینکی (تاکہ مسلمانوں کو فتح و نصرت حاصل ہو اور کفر و شرک کی بنیادیں متزلزل ہو جائیں) اور ربِ مہربان اس کے عوض مسلمانوں کو اچھا انعام عطا فرمائے۔ بے شک خدائے سمیع و بصیر سب کچھ جانتا ہے اور سنتا ہے۔

مفکر اسلام حکیم الامت علامہ اقبال نے مذکورہ بالا آیتِ کریمہ میں بیان کردہ حقائق

کی ترجمانی کتنے خوبصورت اور حکیمانہ انداز میں کی ہے

از محبت چوں خودی محکم شود | قوتش فرماں دہِ عالم شود
پنجۂ او پنجۂ حق مے شود | ماہ از انگشتِ او شق مے شود

یعنی جب انسان محبتِ الٰہی کے سانچے میں ڈھل کر کندن بن جاتا ہے تو اس کے سراپا میں ایک ایسی ایمان افروز قوت پیدا ہو جاتی ہے جو اسے دنیا کی ہر طاغوتی طاقت پر فتح و نصرت عطا کرتی ہے اور جو انسان محبتِ الٰہی کی معراج کمال پر پہنچ جاتا ہے تو اس کے وجود میں خدائی عظمت و جلال کی ایسی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ چاند اس کی انگلی کے ادنیٰ اشارے سے دولخت ہو جاتا ہے۔ ایک دوسرے مقام پر حکیم الامت فرماتے ہیں

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ | غالب و کار آفریں، کارِ کشا و کارساز

یعنی آقائے نامدار ﷺ واقفِ اسرارِ کردگار، سرورِ دنیا و دیں، رحمت للعالمین ﷺ کے نام لیواؤں کی قوت ایمانی اس درجہ عظیم بے مثل و بے مثال ہوتی ہے کہ جب بندۂ مومن کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو خالقِ کُن فیکون اس کے رگ رگ، ریشے ریشے میں للّٰہی خصوصیات پیدا کر دیتا ہے کہ جس کی بدولت وہ غیر اللہ کی عظیم سے عظیم طاقت کو پائے استحکار سے ٹھکرا کر زیر کر لیتا ہے وہ اپنے پروازِ فکر و عمل کے لئے جہان نو پیدا کرتا ہے۔ اپنے مقصد کے حصول کے لئے ہر مزاحمت کرنے والی رکاوٹ کو چشم زدن میں ملیامیٹ کر دیتا ہے اور اپنی منزلِ مقصود کو ذہانت کے ساتھ پالیتا ہے۔

مذکورہ بالا آیتِ کریمہ میں صاحبِ الکبریا والجبروت خالقِ ذوالجلال والاکرام نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کے علوِ مرتبت کے اعتراف کے طور پر جن گرامی قدر اور منفرد حقائق کا ذکر کیا ہے اس میں عاشقِ رسول ﷺ کے ایمان میں ایک تازہ ولولہ اور سرور پیدا ہوتا ہے۔

ملاحظہ کیجئے اسی جذب و کیف کے عالم میں حضور کا ایک عاشق شیخ حسین دجانی (المتوفی ۸۵۲ھ) کتنے محبت آمیز انداز میں مدح سرا ہیں، فرماتے ہیں

الیک یا رسول اللہ وجھت وجھتی | وارسیت فی زخار بحر جودک مرکبی

ترجمہ: اے رسولِ معظم ﷺ میں نے دنیا سے اپنا رخ موڑ کر آپ کی طرف کر لیا ہے اور آپ کے جود و سخا کے دریا میں اپنا سفینہ لنگر انداز کر دیا ہے۔

فمن رسول الله منك بنظره ازا حم فيها الاصفياء بمنكبي

ترجمہ: اے میرے آقا ﷺ اک نگاہِ کرم سے اس ناچیز کو نوازیے یقیناً یہ نگاہ مجھے اس قابل بنا دے گی کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کے شانہ بشانہ کھڑا ہو سکوں۔

اذا هبت الارياح من نحو طيبة اهاج فؤادى طيبها وهبوبها

ترجمہ: جب طیبہ کی جانب سے نسیمِ سحر چل کر میری جانب آتی ہے تو اس کے جھونکے اور اس کی خوشبوئیں میرے دل کی دنیا کو متلاطم کر دیتی ہیں۔

فلا تعجبوا من لوعتى و صبابتى هوى كل نفس اين حل حبيبها

ترجمہ: میری سوزشِ دروں اور میری وارفتگی پر حیرت نہ کر۔ اے مہرباں! ہر شخص کو وہ جگہ عزیز ہوتی ہے جہاں اس کا محبوب ہوتا ہے (جاری ہے)

بقیہ: تفسیر القرآن الحسنیہ

رسالت کا علم گاڑا جائے، ان سے جہاد کرنا ہے اور یاد رکھو اگر وہ لوگ کفر شرک سے باز آ جائیں اور اسلام کے خلاف سازشوں، چالوں اور نبیؐ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مخالفت کرنا چھوڑ دیں تو تم نے ان کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی نہیں برتنی مگر ہاں اگر وہ کفر و شرک میں اسی طرح مبتلا رہے اور دینِ حق کے خلاف سازشوں میں پڑے رہے اور مخالفتِ حبیبِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر ڈٹے رہے تو ظالموں سے یعنی کفر و شرک کرنے والوں سے نپٹنا ضرور ہے اور یہ زیادتی نہیں ہے۔ حضرت حبر القرآن امام المفسرین ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ فتنہ کے معنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور بتوں کو اِلٰہ سمجھنا ہے۔

"والفتنة الشرك بالله وعبادة الاوثان"

(جاری ہے)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ظفر نوید جانی

میں سوچتا ہوں تری شان میں لکھوں تو کیا لکھوں
جو لکھا جا چکا ہے چاہتا ہوں میں سِوا لکھوں

تو ہم سا ہے بشر کیونکر یہ مانوں، کس طرح مانوں؟
میں تجھ کو جب لکھوں صلی علی، نُورِ خُدا لکھوں

تمہارا ذکر ہی وردِ زباں ہے یا رسول اللہ
تو کیوں نہ نام سے پہلے میں تیرے لفظ "یا" لکھوں

مسیحا بن کے تو اُترا تھا اک بیمار بستی پر
تو اُمت کے لئے کیوں نہ تجھے آقا! شفا لکھوں

ترے کردار نے ہم کو شعورِ زندگی بخشا
میں لکھوں جب تجھے دونوں جہاں کا مقتدا لکھوں

وہ جس کا ہر عمل ہے قابلِ تقلید تو جانی
اسے پھر کیوں نہ جنت کے لئے میں راستہ لکھوں

رمضان المبارک کی برکات

شیخ الحدیث والتفسیر صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ

دل در سینہ دارم بے سرورے | نہ سوز در کف خاکم نہ نورے
بگیز از من کہ بر من بارِ دوش است | ثوابِ ایں نماز بے حضورے

علامہ محمد اقبال

مسلمانوں کا بے سرور سینہ، بے نور وجود' بے حضور قلب ان برکات تک کیسے پہنچے جہاں پہنچنے کے لئے سوز اور درد بھرے انجکشنوں' محبت اور ابتہال کی پچکاریوں کی ضرورت ہو۔ اس انجکشن میں جو ماء الحیات پڑے گا اس کا اکسیر نسخہ یہ ہے۔

ان کان اباء کم و ابناء کم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال ن اقترفتموھا و تجارۃ نخشونا کسادھا و مساکن تردونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ و جھادن فی سبیلہ فتربصوا حتیٰ یاتی اللہ بامرہ (القرآن الحکیم پارہ ۱۰)

(اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے اور تمہارے مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کی کساد بازاری سے ڈرتے ہو اور مکان و بنگلے جنہیں پسند کرتے ہو یہ سب چیزیں تمہارے نزدیک اللہ اور رسول اور جہاد فی سبیلہ سے زیادہ محبوب ہوں' تو ٹھہرے رہو' انتظار کرو' یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے)۔

دوسرا اکسیری نسخہ اور اعجازی طاقت کی دوائی یہ ہے جس میں مسلمانوں کو مخاطب فرماتے ہوئے نہایت سادہ، پر لطف اور روح افزا لفظوں میں فرمایا گیا ہے کہ

کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔

(تم پر رمضان مبارک کے روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلوں پر بھی فرض کئے گئے

تھے: یقیناً تم اس درجہ اتقاء اعلیٰ مدارج پر پہنچ کر کامیاب ہو جاؤ گے)۔

علامہ فیضی نے اپنی تفسیرِ بے نقاط میں **لعلکم** سے بھی مستفاد کر کے تیقن کا اظہار کیا ہے۔

ولعل للاطماع واطماع اهل الکرم سادمساد وعدهم

یعنی لعل کا استعمال طمع دلانے کے موقع پر کیا جاتا ہے اور اہلِ کرم کا طمع دلانا ان کے وعدہ کا ہی قائم مقام سمجھا جاتا ہے۔ (تفسیر فیضی)

بدبخت انسان اگر اس آسمانی نسخہ اور روحانی علاج کو علاج نہ سمجھے اور بہائم کی طرح کھانے پینے اور رینگنے کو ہی مدارِ زندگی کہے تو اس کی نا سمجھی اور حماقت کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن ست | تو معتقد کہ زیستن از بہرِ خوردن ست

اس آیہ کریمہ میں پہلی دلجوئی یہ کی گئی ہے کہ روزے انوکھی بات نہیں جس سے تم گھبرا جاؤ۔ یہ سلسلہ ہمیشہ سے قائم چلا آتا ہے مثلاً سیدنا آدم علیہ السلام پر ہر مہینے چاندنی کے روزے فرض تھے، سیدنا موسیٰ علیہ السلام چند اور روزوں کے سوا عاشورہ اور شنبہ کا روزہ رکھتے تھے۔ نصاریٰ پر رمضان کے روزے فرض تھے انہوں نے خود کاشتی اور اپنے خیال سے بدل کر موسم بہار مقرر کر لیا، اور بڑھاتے بڑھاتے پچاس کر دیے (تفسیرِ اکسیرِ اعظم)

مسلمانوں پر ماہِ رمضان شریف کا مقدس مہینہ مخصوص کر کے اسے اسلام کا تیسرا رکن مقرر کیا گیا۔ اس کے نہ رکھنے والے کے لئے اتنی شدت کے احکام ہوئے کہ اس کی فرضیت کا منکر قطعی کافر، تارک کہ اشد ترین گنہگار قرار پایا اور بقول صاحب "درالمختار" لو اکل عمداً شهرة بلا عذر یقتل یعنی "اگر بلا عذر جان کر، علے اعلان روزے کھاتا رہے تو قتل کر دیا جائے" تا کہ اس کتے کی مٹی سے بھی کتا گھاس پیدا ہو" دوسرا فلسفیانہ اور حکیمانہ نکتہ یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے بدن کی تکمیل صحت، روحانیت میں ترقی اور مقامِ تقویٰ تک رسائی ہو جاتی ہے۔ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا

اندروں از طعام خالی دار | تا درو نور معرفت بینی
تہی از حکمتے بعلتے آں!! | کہ پُری از طعام تا بینی!!

اس واسطے مسلمانوں کی مدارِ حیات، معراج ترقی روزہ پر قائم ہے۔

یہ کب فرض ہوا؟

ہجرت کے اٹھارویں مہینے حکمِ تحویل قبلہ سے دس روز بعد ماہ شعبان المبارک میں رمضان شریف کے روزے فرض ہوئے حضور ﷺ نے بنفس نفیس نو رمضان یا نو سال روزے رکھے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ماہ رمضان شریف کی ہر رات کو تشریف لاتے اور حضور کا قرآن شریف سنتے تھے۔ ان دنوں حضور ﷺ کا جود و سخا اس حد تک بڑھا ہوتا تھا کہ حدیث شریف کے الفاظ میں ہے کان اجود من الخیر من الریاح المرسلتہ فر فر تیز چلتی ہوئی ہوا سے بھی عنایت اور سخاوت میں بڑھ جاتے تھے۔

وجہ تسمیہ، صیام یا رمضان

صیام صوم کی جمع ہے جس کے معنی مطلق بند رہنے کے ہیں۔ شریعت مبارک میں کھانے پینے اور مجامعت سے فجر سے غروب آفتاب تک رکے رہنے کا نام صوم ہے۔

رمضان رمض سے مشتق ہے جس کے معنے جلنے جلانے کے ہیں چونکہ اس سے گناہ جل جاتے ہیں اور نیز اس کی فرضیت سخت گرمی کے دنوں میں ہوئی تھی اس لئے اسے رمضان کہا گیا۔ ماہ رمضان شریف کا نام توراۃ میں حط (گناہوں کا جھاڑو) انجیل میں طاب (گناہوں سے پاک کرنے کی چیز) زبور میں قرب (اللہ تعالیٰ کے حضور میں قربت کا ذریعہ) رکھا گیا ہے۔

بعض فضائل برکات رمضان المبارک

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "صیام اور قرآن دونوں بندے کی شفاعت کریں گے۔ رمضان کہے گا کہ اے ربِّ اعلیٰ! میں نے اس شخص پر طعام و شہوات دن میں بند کئے تھے۔ پس میرے رب اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائی جائے۔ قرآن شریف فرمائے گا۔ باری تعالیٰ میں نے اسے راتوں کی نیند سے روکا تھا میری بھی سفارش منظور فرمائی جائے۔ حکم ہوگا۔ دونوں کی شفاعت منظور ہے" (مسلم)

حضرت ابی ہریرہ نے سنا کہ حضور ارشاد فرمارہے تھے کہ بنی آدم کا ہر ایک نیک عمل بڑھتا جاتا ہے ایک سے دس گنا۔ حتیٰ کہ سات سو تک ایک نیک عمل درجات میں بڑھ جاتا ہے مگر روزہ کے درجات بے حساب ولا تعداد ہیں۔ کیونکہ اللہ کریم فرماتا ہے کہ اس نے میرے ہی لئے روزہ رکھا اور میں ہی اس کی جزا اسے دوں گا۔ اس نے صرف میری خاطر طعام اور شہوتوں کو چھوڑ دیا تھا۔ اس کے منہ کی خشک بُو، میرے سامنے مشک وعنبر سے بھی نفیس ہے۔ روزہ جہنم کی آگ سے بچاؤ کی ڈھال ہوگا۔ دیکھو جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو خبر اور کوئی فحش بات منہ سے نہ بکے۔ اور آواز بھی غصہ سے جھلا کر نہ نکالے۔ اگر اسے کوئی ستائے یا گالیاں دے تو اسے چاہئے کہ یہ کہہ کر چپ ہو جائے کہ میں ایک روزہ دار شخص ہوں (بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ ہم نے اپنے حبیبِ کریم علی التحیۃ والتسلیم کی امت کو دو ایسے نور عطا فرمائے جن سے ان کو دو اندھیروں سے نجات ملے گی۔ ایک "نورِ قرآن" جس سے قبر کے اندھیرے میں اُجالا آئے گا۔ دوسرا "نورِ رمضان" جو پلِ صراط کی تاریکی میں نورِ رحمت بن کر چمکے گا۔ اللہ کریم نے بہشت کے دروازوں میں سے ایک کا نام "ریان" فرمایا ہے جو ماہ رمضان کے روزے رکھنے والوں کے داخلہ کے لئے مخصوص ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

فرمایا جس نے رمضان شریف کے روزے رکھے حالتِ ایمان محض ثواب کے لئے بغیر دکھاوے اور ریا کے، اس کے پچھلے گناہ سب بخشے جاتے ہیں۔ (الحدیث)

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری جمعہ شعبان میں جو خطبہ فرمایا وہ حدیث شریف کی کتابوں میں وسعت کے ساتھ درج ہے۔ اس میں فرمایا کہ لوگو! تم پر ایک بڑا مبارک عظیم الشان مہینہ آرہا ہے جس میں ایک ایسی رات ہے جو کہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض اور رات کا قیام تطوّع بنایا ہے۔ جو شخص کوئی نیک (باقی صفحہ آخر پر)

روزے کے احکام

مدیر اعلیٰ

رمضان شریف کا روزہ ہر مسلمان عاقل و بالغ مرد و عورت پر فرض ہے۔ اگر کسی مجبوری سے رمضان شریف کے مہینہ میں ادا نہ کر سکے تو اس کا قضاء کرنا فرض ہے۔ رمضان شریف کے روزے کی نیت رات کو اور دن کو دوپہر کے قبل تک جائز ہے۔ اور یہی حکم نفل روزے کی نیت کا بھی ہے۔ اور قضاء و کفارہ اور نذر غیر معین کے روزے کی نیت کا رات کو ہی کر لینا ضروری ہے ورنہ روزہ ادا نہ ہو گا۔ مریض اور مسافر کے لئے رمضان شریف میں روزہ رکھنا اور نہ رکھنا دونوں ہی جائز ہے۔ مگر نہ رکھنے کی صورت میں تندرستی کے بعد قضاء کرنا فرض ہے اور ایسا بوڑھا شخص جو روزے رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس پر ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلانا لازم ہے۔

نوٹ: یاد رہے کہ روزہ تین طرح کا ہے: ایک عام لوگوں کا، ایک خاص لوگوں کا اور ایک اخص الخواص کا۔

عام لوگوں کا روزہ یہ ہے کہ صبحِ صادق سے آفتاب غروب ہونے تک کھانے پینے اور جماع سے باز رہنا، اور خاص لوگوں کا روزہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو کھانے پینے اور جماع سے بچانے کے علاوہ زبان کو بُری باتوں کے بولنے اور کان کو بُری باتوں کے سننے اور آنکھوں کو ناجائز چیزوں کے دیکھنے سے بچانا اور اخص الخصواص کا روزہ یہ ہے کہ مذکورہ تمام چیزوں کے ساتھ ساتھ اپنے خیال کو بھی ہر وقت اللہ کی طرف لگائے رکھنا۔

اس مختصر سی تمہید کے بعد مندرجہ ذیل مسائل فقہ امام ہمام سیدنا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے اخذ کر کے درج کئے جاتے ہیں اگرچہ یہ مسائل بہت مختصر ہیں لیکن عام الوقوع ضروریات کو حاوی ہیں۔ اگر کوئی شخص ان کو ضبط کرے تو حدیث شریف کے مضمون کے مطابق اجر عظیم پائے گا۔

(۱) اگر کوئی مسافر سفر سے واپس آکر اور مریض اپنے مرض سے کچھ دنوں اچھا رہ کر انتقال کر جائے اور اس کے ذمہ رمضان کا کوئی روزہ باقی ہو تو مریض جتنے دن اچھا رہا اور مسافر جتنے دن گھر پر آکر رہا اتنے دن کے روزے ایک مسکین کو کھانا کھلادیں۔

(۲) رمضان شریف کا چاند اگر کوئی شخص تنہا دیکھے اور آسمان پر اس روز گرد و غبار یا بدلی نہ ہو تو اس شخص پر روزہ رکھنا ضروری ہو جائے گا اور دوسرے لوگوں پر فرض نہ ہو گا اور اگر بدلی اور گرد و غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر سب لوگوں پر روزہ فرض ہو جائے گا خواہ گواہی دینے والا مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام۔

(۳) اگر آسمان صاف ہو تو ایک جماعت کی گواہی سے تمام لوگوں پر روزہ فرض ہو جائے گا۔ لیکن عید کا چاند اگر دو عادل اشخاص نے دیکھا ہو اور آسمان پر گرد و غبار ہو تو ان دونوں کی گواہی پر عید کی جائے گی۔ اگر گرد و غبار نہ ہو تو ایک جماعت کی گواہی کا اعتبار ہو گا۔

(۴) بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۵) رمضان شریف کے دنوں میں احتلام ہو جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۶) سر میں تیل دینا حالت روزہ میں جائز ہے۔

(۷) قے تھوڑی ہو یا زیادہ اس سے روزہ خراب نہیں ہوتا۔

(۸) حلق میں گرد و غبار اور دھوئیں کے گھُس جانے سے روزہ خراب نہیں ہوتا۔

(۹) حلق میں مچھر یا مکھی چلے جانے سے روزہ خراب نہیں ہوتا۔

(۱۰) کان میں تیل ڈالنے سے روزہ خراب ہو جاتا ہے اور قضاء لازم ہو گی۔

(۱۱) کسی نے روزہ کی حالت میں غرغرا کیا اور پانی حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور اس روزے کی قضاء فوری ہے۔

(۱۲) حالت روزہ میں حقنہ لینے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔

(۱۳) قصداً کھانے پینے اور جماع کرنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ اس ایک روزہ کے عوض ساٹھ روزے لگاتار رکھنے ہوں گے اور اگر ساٹھ روزوں کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مساکین

کو کھانا کھلانا ہو گا، اس کو شرع میں کفارہ کہتے ہیں۔

(۱۴) کسی نے روزہ میں دانت میں پھنسی ہوئی چیز کو باہر نکالا اور پھر کھالیا تو روزہ فاسد ہو گا۔ اور بغیر نکالے کھالیا تو اس کی دو صورتیں ہیں: اول، اگر چنے کے برابر ہے تو روزہ فاسد ہو گیا، دوم، اگر چنے سے کم ہے تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

(۱۵) حالت روزہ میں بالکل خاموش رہنا مکروہ ہے۔

(۱۶) کمزوری کا خیال کرتے ہوئے پچھنا یا فسد لینا مکروہ ہے۔

(۱۷) روزہ کی قضاء لگاتار اور چھوڑ کر دونوں ہی جائز ہے۔

(۱۸) ایک سال کے روزے کی قضاء دوسرے سال جائز ہے۔ مگر بلا عذر تاخیر اچھی نہیں۔

(۱۹) فرض روزہ کو نیت کے بعد توڑ دینے اور ساٹھ روزے رکھنا لازمی ہے اور نفلی روز توڑنے پر ایک ہی روزے کی قضاء لازم ہے۔

(۲۰) سحری کھانے میں تاخیر اور افطاری میں تعجیل (جلدی کرنا) مستحب ہے۔ پس چاہیے کہ نماز مغرب سے پہلے افطار کرے اور نیت یہ ہے کہ افطار کے وقت یہ کہے

اَللّٰھُمَّ اِنِّی لَکَ صُمْتُ وَ بِکَ اٰمَنْتُ وَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَ عَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ

ترجمہ: اے میرے مالک میں نے محض تیرے لئے روزہ رکھا اور تجھی پر توکل کیا اور تیرے رزق سے افطار کرتا ہوں۔

اور نیت کرتے وقت ان کلمات کا زبان پر لانا مسنون ہے۔

وَ بِصَوْمِ غَدٍ نَوَیْتُ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَاَخَّرْتُ۔

ترجمہ: رمضان کے مہینے میں کل کے روزے کی نیت کرتا ہوں اے میرے مولا میرے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمادے۔

(۲۲) سُرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۲۳) اگر کوئی شخص کسی روزہ دار کو بھول کر کھاتے ہوئے دیکھے تو اگر اس میں اتنی قوت دیکھے کہ رات تک روزہ تمام کرلے گا تو مختار یہ ہے کہ اس صورت اس کو یاد نہ دلانا مکروہ۔

اور اگر اس کو خبر نہ کرے تو جائز ہے۔

(۲۴) اگر روزہ دار کے منہ میں آنسو داخل ہوں تو اگر تھوڑے ہیں جیسا کہ ایک یا دو قطرے یا اس کے مثل تو اس کا روزہ فاسد نہ ہو گا اور اگر زیادہ ہوں اور ان کی نمکینی اپنے منہ میں پائے اور بہت سے جمع ہو جائیں پھر ان کو نگل جاوے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر چہرے کا پسینہ روزہ دار کے منہ میں داخل ہوا تو بھی یہی حکم ہے۔

تراویح اور وتر کے مسائل

تراویح سنتِ موکدہ ہے۔ یہ رمضان شریف میں بیس رکعتیں (دو دو رکعت میں سلام پھیر کر) بعد از عشاء یعنی فرض و سنت کے بعد وتر سے قبل پڑھی جاتی ہیں اس کے لئے جماعت سنتِ کفایہ ہے۔ اگر کسی محلہ یا بستی میں جماعتِ تراویح قائم نہ ہوئی تو اس محلّہ بستی کے تمام لوگ گنہگار و قابلِ ملامت ہوں گے۔ ہر چار رکعت نمازِ تراویح کے بعد چار رکعت کے مقدار بیٹھ کر تین مرتبہ تسبیح پڑھنا بہتر ہے اور تراویح میں ایک ختمِ قرآن (قرآنِ مجید) پڑھنا سنت ہے اور دو ختم کرنا (دو دفعہ قرآن پڑھنا) فضیلت ہے اور تین ختم کرنا (تین مرتبہ قرآن پڑھنا) افضل ہے۔ ہر رکعت میں پورا ماہ دس دس آیت پڑھنے سے صرف ایک ختم ہو گا۔ بیس بیس آیت پڑھنے سے دو ختم قرآن مجید اور اگر تیس تیس ہر رکعت میں پڑھی جائیں تو تین ختم ہوں گے۔ اگر کوئی حافظ نہ ملے تو اہلِ محلّہ تراویح جماعت کے ساتھ پڑھیں اور اس کے پڑھنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ سورہ والضحیٰ سے شروع کیا جائے اور بیسویں رکعت والناس پر ختم کیا جائے۔ اور دوسرا طریق (تجنیس) میں اس طرح مرقوم ہے کہ الم ترکیف سے لے کر والناس تک دس رکعتیں پوری کرے اور پھر اسی طرح باقی دس میں ان دس سورتوں کو پڑھے۔

(۱) مسائل اولیٰ یہ ہے کہ جس نے فرض نماز کی امامت کی ہے وہی وتر پڑھائے اور اگر دوسرا شخص وتر پڑھائے تو اسی کی اجازت سے پڑھائے۔

(۲) ضروری: اکیلا فرض نماز ادا کرنے والا جماعت کے ساتھ وتر تراویح پڑھ سکتا ہے۔

(۳) اگر کسی کی تراویح کچھ چھوٹ گئی ہوں اور جماعتِ وتر شروع ہو جائے تو اس کو وتر میں شریک ہونا چاہئے اور بعد وتر تراویح پوری کرلے کیونکہ بعد وتر بھی بصورتِ مجبوری تراویح جائز ہے یہ مسئلہ بہت ضروری ہے کیونکہ اکثر لوگ اس سے غافل ہیں۔

(۴) جو شخص بغیر فرض نماز ادا کئے تراویح میں شریک ہو جائے اس کی تراویح نہ ہو گی۔

(۵) جو شخص فرض نمازِ عشاء کی جماعت سے ادا کرے اور تراویح اکیلا پڑھے وہ وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے۔

(۶) اگر تراویح دو رکعت یا زیادہ فاسد ہو جائے تو جس قدر قرآنِ مجید ان رکعتوں میں پڑھا گیا ہو اس کو دہرانا ضروری ہو جائے گا ورنہ ختم ناقص ہو گا۔ اگر تراویح میں دوسری رکعت کی بیٹھک بھول گیا اور تیسری رکعت کے رکوع کے بعد اس کو یاد آگیا تو بیٹھ کر سجدہ سہو کے ساتھ نماز ختم کردے۔ تراویح درست ہو جائے گی اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو تو اس میں ایک رکعت اور ملالے اور سجدہ سہو کے ساتھ نماز تمام کرے۔ اب ان چار رکعتوں میں سے دو رکعت کو تراویح میں شمار کرے اور دو رکعت کو نفل میں اور اگر دوسری رکعت کی بیٹھک کے بعد یہ صورت پیش آئی ہو اور چار رکعت پوری کی ہوں تو چاروں رکعت تراویح میں شمار ہوں گی۔ یہ تینوں صورتیں یاد رکھنے کے قابل ہیں کیونکہ ان کا وقوع اکثر ہوتا رہتا ہے اور حفاظ ان سے ناواقف ہوتے ہیں۔

(۷) رمضان شریف کے ماہ میں وتر کی جماعت افضل ہے اور امام اس کے اندر تراویح فرض نماز کی طرح بلند آواز سے قرأت ادا کرے گا۔

(۸) تینوں رکعت کے اندر امام کی قرأت کے وقت مقتدی خاموش رہیں گے لیکن دعائے قنوت سب لوگ پڑھیں گے۔

(۹) تراویح کی قضاء نہیں ہے۔

(۱۰) اگر مسلمانوں کی ایک جماعت نے رمضان میں فرض عشاء کے فرض جماعت سے پڑھے لیکن تراویح علیحدہ علیحدہ پڑھ لی تو اب یہ جماعت وتر واجب باجماعت نہیں پڑھ سکتی۔

شب قدر

مسلمانوں کے لئے رمضان مبارک کا مہینہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے کیونکہ اس کے آخری عشرہ میں شب قدر کی طاق راتوں میں دورہ ہوتا ہے۔ پھر علماء و محققین کی ایک بڑی جماعت اس امر کی قائل ہے کہ ۲۷ ویں شب رمضان مبارک ہی شب قدر ہے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ سورہ قدر میں "لیلۃ القدر" تین مقام پر یعنی تین دفعہ مذکور ہے اور لیلۃ القدر کے نو حروف ہیں جب نو کو تین سے ضرب دی جائے تو ۲۷ نکل آتا ہے۔ صاحب "نزہۃ المجالس" نے فرمایا ہے کہ میرے والد شیخ ابوالحسن صاحب نے فرمایا کہ جب سے میں بالغ ہوا ہمیشہ شب قدر پاتا رہا کبھی بھی مجھ سے شب قدر فوت نہ ہوئی اور اس کے پانے کے متعلق یہ قاعدہ بیان فرمایا کہ اگر پہلی رمضان اتوار اور بدھ کو ہو تو شب قدر ۲۹ کو ہوتی ہے اور پہلی تاریخ دوشنبہ کو ہو تو شب قدر ۲۹ کو ہوتی ہے اور اگر پہلی تاریخ دوشنبہ کو ہو تو شب قدر ۲۱ کو ہوگی اور اگر پہلی رمضان منگل یا جمعہ کو ہو تو ۲۷ ویں رات سمجھو اور اگر پہلی رمضان شنبہ کو ہو تو ۲۳ کو اس کا انتظار کرو۔

ترجمہ "نزہۃ المجالس" جلد اول صفحہ ۱۴۹ واضح ہو کہ بعض صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس شب قدر میں کھارے پانی کو میٹھا پایا، سمندر میں سکون پایا اور درختوں کو سجدہ کرتے ہوئے پایا۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک طالب شب قدر کو اس رات کو عبادت سے زندہ رکھنے کی توفیق و ہمت بخشے۔

اعتکاف

مسجد میں بہ نیت عبادت ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔

(۱) سنت مؤکدہ (۲) کفایہ و نفل

(۱) اعتکاف سنت مؤکدہ کفایہ یہ ہے کہ رمضان شریف کے آخر عشرہ میں اکیس تاریخ سے ختم ماہ تک اس مسجد میں بہ نیت عبادت ٹھہرے جس میں پنجگانہ نماز ہوتی ہو۔ یہ اعتکاف ہر محلّہ کے کم از کم ایک آدمی کے لئے ضروری ہے اگر کوئی بھی نہ کرے گا تو محلّہ کے تمام

لوگ گنہگار ہوں گے۔ پورے ۹ یا ۱۰ دن کا اعتکاف کامل اعتکاف ہے اور اعتکاف کے لئے اقل مدت ایک دن ایک رات ہے۔ اعتکاف مغرب کے وقت سے شروع کرے اور اسی وقت ختم کرے یہ اعتکاف کرنا اس سنت کی پیروی ہے جس کو سرکارِ دو عالم ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ تشریف لا کر ادا کیا اور پھر کبھی بھی ترک نہ فرمایا اور آپ ﷺ کے بعد تمام صحابۂ کرام، ازواجِ مطہرات، تابعین، تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہمیشہ اس کو ادا کرتے رہے۔ شروع شروع میں حضورِ اکرم ﷺ نے رمضان شریف کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا تھا تو جبرائیل تشریف لائے اور کہا "آپ جس چیز کو تلاش کرتے ہیں یعنی (لیلۃ القدر) وہ آخری عشرہ میں ہے" اس کے بعد برابر حضور ﷺ آخر کے عشرہ میں اعتکاف فرماتے رہے۔ آپ نے اس کی فضیلت میں فرمایا ہے۔

من اعتکف یوما ولیلا من رمضان یرید به وجه اللہ ولا یرید ریآء وسمعه اعطاء اللہ ثواب ثلثماۃ شهید قتلو فی سبیل اللہ صابرین محتسبین

ترجمہ: جس شخص نے محض اللہ کی رضا کے لئے رمضان کے مبارک ماہ میں ایک رات اور ایک دن کے لئے اعتکاف کیا اور کسی کو دکھانے، سُنانے کے لئے نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اور ثواب حاصل کرنے کے لئے اس کے راستے میں قتل کیے گئے۔

مسائل

(۱) معتکف کا خاموش رہنا مکروہ ہے۔ معتکف اپنے اوقات کو درود و وظائف، نماز اور نوافل، تلاوت قرآن مجید اور درس و تدریس اور علوم دینیہ میں گذارے یا بزرگان کرام کی کتابوں کا مطالعہ کرنے میں گذارے۔

(۲) حاجت ضروری کے لئے باہر جانا جائز ہے لیکن فارغ ہو کر پھر جلدی مسجد میں چلے آنا چاہئے۔

(۳) مسجد میں معتکف کے لئے کھانا، پینا اور سونا جائز ہے۔

(۴) اگر کوئی شخص اس کا کھانا لانے والا نہ ہو تو گھر جا کر کھانا کھا سکتا ہے مگر کھانے سے

فارغ ہو کر وہاں نہ بیٹھنا چاہئے بلکہ فوراً مسجد میں چلے آنا چاہئے۔

(۵) بہتر ہے کہ اعتکاف ایسی مسجد میں ادا کرے جہاں نماز جمعہ ادا ہوتی ہو اور اگر یہ فضیلت نصیب نہ ہو سکے تو جمعہ کی نماز کے لئے کسی ایسی مسجد میں چلا جائے جہاں نماز جمعہ ادا ہوتی ہو۔ مگر ایسے وقت میں جائے کہ چار رکعت سنت ادا کرنے کے بعد خطبہ شروع ہو جائے یعنی بہت قبل نہ جائے اور بعد نماز جمعہ چھ رکعت سنت ادا کر کے پھر اپنی مسجد میں چلا آئے۔

(۶) معتکف کے لئے خرید و فروخت اگرچہ جائز ہے لیکن سودے کو مسجد سے باہر رکھ کر عقد کرے اگر اس طرح نہ کرے تو اعتکاف درست نہیں۔

مندرجہ ذیل امور سے اعتکاف باطل ہو جاتا ہے

(ا) دیر تک بلا ضرورت مسجد اعتکاف سے باہر رہنا۔

(ب) حالت اعتکاف میں قصداً یا بھول کر جماع کرنا۔

جب اعتکاف باطل ہو جائے تو اس کی قضا ضروری ہے اور اس کے ادا میں روزہ شرط ہے لیکن نفلی اعتکاف کے لئے نہ روزہ شرط ہے اور نہ ہی اس کے لئے کوئی خاص وقت مقرر ہے۔ ایسا اعتکاف ایک ساعت کے لئے بھی جائز ہے اور ہمیشہ ہر زمانہ میں اس اعتکاف کا ادا کرنا درست ہے۔ عورت کے لئے بہترین اعتکاف یہ ہے کہ وہ اپنے گھر میں ادا کرے لیکن اس کو ثواب اسی قدر ملے گا جتنا کہ مرد کو ایک جامع مسجد میں اعتکاف ادا کرنے کا ثواب ملتا ہے (عالمگیری)

صدقہ فطر

ہر آزاد مسلمان صاحب نصاب پر صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے اس کے لئے نصاب مال وہی ہے جو زکوٰۃ کے لئے وجوب کا باعث بنتا ہے۔ آسان الفاظ میں یوں سمجھ لیں کہ جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا موجود ہو یا اس کے برابر قیمت کے اسباب (ضروریات فاضل موجود ہوں) اگرچہ (تجارت کے لئے نہ ہوں) تو اس پر صدقہ فطر کا ادا کرنا واجب ہوتا ہے۔ زکوٰۃ کے وجوب کے لئے نصاب مال پر سال کا گزرنا شرط ہے لیکن صدقۂ فطر کے لئے یہ شرط نہیں۔ صرف نصاب کا پایا جانا شرط ہے۔ (سال گزرے یا نہ گزرے

صدقہ فطر اپنی طرف سے، اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے اور اپنے خادموں کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے۔

(ا) گیہوں، آٹا، ستو، انگور اگر دینا چاہے تو نصف صاع یعنی ایک سیر ۱۲ چھٹانک دے گا اور یہ وہ سیر ہونا چاہئے جس کا وزن ۸۰ تولے ہو۔

(ب) اگر خُرمہ، جو، یا جو کا آٹا دینا چاہے تو ایک صاع یعنی ۳ سیر دس چھٹانک دینا ہوگا، یہ مقدار فی کس کے حساب سے دے گا۔

(ج) اگر چاول، چنا، دال مسور دینا چاہے تو فقہاء نے اجازت دی ہے لیکن اوپر کی چیزوں سے قیمت لگا کر ادا کرے۔

(د) قیمت کا ادا کرنا بہت بہتر ہے جس میں فلسفہ یہ ہے کہ فقراء و مساکین اپنی حاجت کی چیزوں کو مناسب سمجھ کر خرید سکتے ہیں۔

مسائل

(ا) صدقۂ فطر آخر عشرہ رمضان سے لے کر عید کی نماز کے قبل تک ادا کر دینا بہتر ہے پھر جو شخص عید کی نماز کے وقت تک ادا نہ کر سکے اس پر واجب ہے کہ نماز کے بعد ادا کر دے۔ پھر جو صاحب نصاب ہو کر بھی صدقہ فطر ادا نہ کرے وہ سخت وعید کا مستحق ہے کیونکہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا

لم یزل صومکم معلقاً بین السماء والارض الی ان یودی احدکم زکوٰۃ صومہ

ترجمہ: جو شخص باوجود شروط وجوب کے صدقہ فطر ادا نہ کرے اس کے روزے آسمان و زمین میں معلق رہتے ہیں اور دربارِ لم یزلی میں پیش نہیں ہوتے۔

(۲) اگر کسی شخص کے پاس ایک ایسا مکان موجود ہو جو اس کے رہائشی مکان کے علاوہ ہو اور اس کی قیمت نصاب تک پہنچ گئی ہو تو اس کا صدقۂ فطر واجب ہو جائے گا۔

(۳) اگر نابالغ لڑکی کی شادی ہو گئی تو اس کا صدقہ اس کے ماں باپ پر نہیں ہے۔

(۴) زکوٰۃ کی طرح صدقۂ فطر کا مال بھی کافر کو دینے سے ادا نہیں ہو سکتا۔

(۵) صدقۂ فطر یا زکوٰۃ کا مال مسجد، مدرسہ، حوض، تالاب، مسافر خانہ، غسل خانہ اور قبرستان پر صرف کرنا ناجائز ہے۔

(۶) صدقۂ فطر یا زکوٰۃ کا مال سب سے پہلے اپنے خاندان کے غرباء و مساکین پر صرف کرے، پھر پڑوس کے لوگوں پر، پھر محلّہ کے غریب لوگوں پر پھر شہر کے مساکین پر اگر ان سب کو ضرورت نہ ہو تو دوسرے شہر کے غرباء کو تلاش کرے۔ اگر اپنے محلّہ کے لوگوں سے دوسرے محلّہ کے لوگ زیادہ حاجت مند ہوں تو ان میں اسے تقسیم کرنا اولیٰ ہے۔

(۷) بنی ہاشم کے لئے صدقۂ فطر کا مال اور زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے۔ بنی ہاشم سے مراد حضرت عباس، حضرت علی، حضرت جعفر، حضرت عقیل اور حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولاد مراد ہے۔

(۸) مالدار شخص کے غلام کو صدقہ فطر دینا جائز ہے۔

(۹) اپنی اولاد، اولاد کی اولاد، باپ دادا، ماں، نانی، دادی اور اپنے غلام کو صدقہ فطر دینا ناجائز ہے۔ چچا، پھوپھی، ان کی اولاد، بھائی، بھتیجا، ان کی اولاد بہن، بھانجی، بھانجا، ان کی اولاد، ماموں، ممانی، خالہ اور ان کی اولاد کو صدقۂ فطر دینا جائز ہے بشرطیکہ غربت افلاس اور مسکنت پائے جائیں۔

(۱۰) جو شخص عید کی صبح سے پہلے مسلمان ہو گیا یا بچہ عید کی نماز سے پہلے تولد ہوا تو ان کا صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

شوال مکرم کے چھ روزے

بزرگانِ دین اور اولیاء کرام کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ شوال کے چھ روزے ہمیشہ رکھا کرتے تھے کیونکہ نبیؐ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص تیس روزے رمضان کے اور چھ روزے شوال کے رکھے گا اس کو تمام سال کے روزے رکھنے کا ثواب ملے گا۔ اس میں مخفی حکمت یہ ہے کہ

من جاء الحسنة فله عشر امثالها (سورہ انعام) (باقی صفحہ ۶۲ پر)

گل گلستانِ صحافت

محمد شہزاد مجددی

صحافت کے گلستاں میں اسی کی ہے مہک ساری
اس گل کی طراوت سے چمن پر کیف ہے طاری

چمکتے ہیں ہر اک صفحے پہ موتی علم و حکمت کے
مثالِ ابرِ نیساں ہے معارف کی گہر باری

فیوضِ قادریت سے مزین ہے جبیں اس کی
ہویدا ہے ضمیرِ حرف سے اک خاص سرشاری

مضامیں میں نہاں اس کے ہے تاثیرِ سیاوت بھی
جھلکتا ہے کئی حرفوں سے رنگِ رحمتِ باری

جِلا اس کی ہر اک تحریر سے پائی تفکر نے
دلِ خوابیدہ کو بخشا ہے اس نے ذوقِ بیداری

یہ اک گنجینۂ اسرار و عرفانِ الٰہی ہے
ہے یہ آئینہ دارِ شانِ قہاری و غفاری

نہ ہو شہزاد یہ ممتاز کیوں عصری رسائل میں
جریدہ "الحسن" جو ہے بفیضانِ "حسن" جاری

استفتاء

(دم درود اور تعویذ کی شرعی حیثیت)

مفتی خلیل الرحمن قادری گلوزوی

مہتمم دار العلوم شیر ربانی حاجی آباد شکر پورہ روڈ پشاور

کیا فرماتے ہیں علماء دین حضرات اس مسئلہ میں: زید کہتا ہے کہ بعض لوگ جو تعویذ کرتے ہیں اور اس پر نذرانے شکرانے لیتے ہیں اور مریضوں کو دم کرتے ہیں۔ یہ سب ناجائز اور حرام ہے بعض ملاؤں نے اپنے پیٹ بھرنے کے لئے ناجائز کاروبار شروع کر رکھا ہے اور ڈاکٹر عثمانی کی کتابوں کا حوالہ دیتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ تعویذ دینا اور مریضوں کو دم کرنا شرعاً جائز ہے کہ نہیں۔ مہربانی فرما کر قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرماویں۔

بینوا تو جروا.

المستفتي: سید کامران علی شاہ بخاری سکنہ وڈپگہ ضلع پشاور۔

الجواب

معلوم ہوتا ہے کہ زید توحیدی جماعت سے متعلق ہے۔ اگر سنی العقیدہ ہوتا تو اس طرح بے بنیاد اور قابل مذمت باتیں ہرگز نہ کرتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ زید کی ان باتوں سے اس کی جہالت اور دینِ اسلام سے ناواقفیت بھی عیاں ہو گئی۔ دعا، تعویذ، دم درود سے مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچانا شرعاً ایک جائز کام ہے اور اس پر نذر نیاز یعنی شکرانے لینا شرعاً جائز امر ہے۔ جو ابتداء اسلام سے آج تک تمام مسلمانوں میں جاری وساری ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے و نزل من القرآن ماھو شفاء و رحمة للمؤمنين ولا يزيد الظالمين الا خسارا (سورہ بنی اسرائیل)

ترجمہ: اور ہم نازل کرتے ہیں قرآن میں وہ چیزیں جو باعثِ شفاء ہیں اور سراپا رحمت ہیں اہل ایمان کے لئے اور قرآن نہیں بڑھاتا ظالموں کے لئے مگر خسارہ۔

اس آیت شریف کی تفسیر حاشیہ نمبر ۹۸ میں یوں درج ہے۔

یعنی انسان ذہنی، قلبی، روحانی، جسمانی اور اخلاقی جن جن بیماریوں سے دوچار ہوتا ہے اس نسخہ کیمیا میں ان تمام لوگوں کے لئے شفا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد نمبر ۲ صفحہ ۶۸۰)

اسی آیت شریف (و تنزل من القرآن) کی تفسیر بیان کرنے کے بعد تفسیر "روح البیان" میں فرمایا

واعلم ان القرآن شفاء للمرض الجسمانی ایضا روی انه مرض للاستاذ ابی القاسم القشیری قدس سره ولد مرضا شدیدا — الیٰ آخره

(تفسیر روح البیان صفحه ۱۹٤ جلد نمبر ٥)

ترجمہ: مروی ہے کہ استاذ ابو القاسم قدس سرہ کا لڑکا بہت سخت بیمار ہوا یہاں تک کہ اس کے زندہ رہنے کی امید باقی نہ رہی اس حالت کے رونما ہونے سے استاذ ابو القاسم قشیری قدس سرہ بہت زیادہ پریشان ہوئے یہاں تک کہ

فرا الحق سبحانه و تعالیٰ فی المنام فشکا الیه فقال الحق تعالیٰ اجمع آیات الشفاء و اقرأ علیه واکتبها فی اناه واجعل فیه مشروبا و اسقه ایاه ففعل ذلک فعوفی الولد انتهیٰ

یعنی حالت پریشانی کے دوران استاذ ابو القاسم قشیری قدس سرہ نے خواب میں حق سبحانہ وتعالیٰ کو دیکھا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آیات شفا کو جمع کرو اور ان سب آیات کو پڑھو اپنے لڑکے پر، اور ان سب آیات شفا کو ایک برتن میں لکھو پھر اس کو پانی وغیرہ سے دھو کر (مٹا کر) لڑکے کو پلادو۔

پس استاذ ابو القاسم نے ایسا ہی کیا تو ان کا لڑکا شفایاب اور تندرست ہو گیا۔ سبحان اللہ بلاشک وشبہ قرآن کریم کفر و شرک کی بیماری کو بھی دفع کرتا ہے اور ظاہری، باطنی، جسمانی بیماریوں کو بھی دفع کرتا ہے۔

آگے چل کر حضرت مفسر شیخ اسماعیل حقی بروسوی قدس سرہ فرماتے ہیں

و آیات الشفاء فی القرآن ستة یعنی آیات شفا قرآن کریم میں چھ ہیں

(۱) و یشف صدور قوم مؤمنین (۲) شفاء لما فی الصدور (۳) فیه شفاء للناس (٤) و ننزل من القرآن ماهو شفاء و رحمة للمؤمنین (٥) و اذا مرضت فهو یشفین (٦) قل هو للذین آمنوا هدی و شفاء

یعنی یہ مندرجہ بالا چھ آیات شفا کی ہیں ان کو پڑھ کر مریض کو دم کیا جائے یا ان کو لکھ کر پانی سے دھو کر یا پانی میں گھول کر پلایا جائے تو اللہ تعالیٰ اس مرض کو یقیناً شفا اور صحتِ کلی عطا فرمائے مگر ہاں ضروری ہے کہ عقیدہ زید کی طرح نہ ہو ورنہ پھر مرض اور بھی بڑھے گا۔

مفسر مذکور قدس سرہ حضور ﷺ کلیہ قول شریف نقل کئے ہیں کہ فرمایا حضور ﷺ نے۔

من لم یستشف بالقرآن فلا شفاه الله تعالیٰ یشمل الاستشفاء به للمرض الجسمانی والروحانی (تفسیر روح البیان صفحه ۱۹٤، جلد نمبر ٥)

ترجمہ: جو قرآن کریم سے طلبگار شفا نہ ہو تو اس کو اللہ تعالیٰ شفا نہ دے اس لئے کہ قرآن کریم سے شفا حاصل کرنا شامل ہے تمام بیماریوں کے لئے چاہے وہ جسمانی ہوں یا روحانی۔

اسی جگہ آگے فرماتے ہیں

قال الشیخ التمیمی رحمه الله فی خواص القرآن اذا کتبت الفاتحة فی اناء طاهر و محیت بماء طاهر و غسل المریض وجهة عوفی باذن الله — الیٰ آخره —

ترجمہ: فرمایا حضرت شیخ تمیمی رحمۃ اللہ علیہ نے "خواص القرآن" میں اگر سورہ فاتحہ کو کسی برتن میں لکھا جائے اور پھر اس کو پاک پانی سے محو کیا جائے اور مریض اس سے اپنے منہ کو دھولے اللہ تعالیٰ کے حکم سے صحت یاب ہوگا اور اگر اسی پانی کو پی لے وہ شخص جس کو دل کا کوئی عارضہ ہو خفقان ہو تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفایاب ہو جائے گا۔

آگے چل کر (تفسیر روح البیان جلد نمبر ۵ صفحہ ۱۹۵) فرماتے ہیں

واذا کتبت بمسك فی اناء زجاج و محیت بماء ورد و شرب ذلك الماء البلید الذی لا یحفظ — یشرب سبعة ایام زالت بلادته و حفظ ما یسمع

ترجمہ: سورہ فاتحہ کو اگر شیشہ کے برتن میں مشک سے لکھا جائے اور پھر اسے گلاب کے عرق سے محو کر کے کند ذہن مریض کو سات دن مسلسل پلایا جائے جسے کچھ بھی یاد نہ ہوتا ہو تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو ہر وہ چیز یاد رہے گی جسے وہ سنے گا۔ آگے فرماتے ہیں

فعلى العاقل ان يتمسك باالقرآن و يداوى به مرضه – الخ (روح البیان جلد ۵ صفحہ ۱۹۵)

ترجمہ: لازم ہے عقلمند آدمی کے لئے کہ وہ قرآن کریم پر پکا اعتقاد رکھے اور اسی قرآن کریم سے اپنے ظاہری، باطنی، جسمانی، روحانی امراض کا علاج کرے۔

تفسیر "خازن" میں اس آیت شریف وننزل من القرآن ماهو شفاء ورحمة للمؤمنين کی تفسیر میں ہے

و اما كونه شفاء من الامراض الجسمانيه فلان التبرك بقرأته يدفع كثير امن الامراض يدل عليه ما روى عن النبى صلى الله عليه و آله وسلم فى فاتحة الكتاب وما يدريك انها رقية (تفسير خازن جلد ۳ صفحه ۱۷۸)

ترجمہ: اور امراض جسمانیہ سے قرآن کریم کا شفا بخش ہونا اس لئے ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کی جو برکت ہے اس سے اکثر امراض دفع ہو جاتے ہیں اور دلالت کرتی ہے اس پر وہ حدیث شریف جو حضور ﷺ سے مروی ہے سورہ فاتحہ کے بارے میں جبکہ ایک صحابی نے سورہ فاتحہ سے دم کیا تھا ایک مریض کو تو، پوچھا اس سے حضور ﷺ نے کہ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ سے مریض کو دم کرنا چاہئے؟

تعارف سورہ الفلق اور سورہ الناس کے بارے میں "تفسیر ضیاء القرآن" میں ہے

"پہلی سورہ کا نام الفلق اور دوسری کا الناس ہے۔ دونوں سورتوں کا نزول بھی بہ یک وقت ہوا بوجہ طوالت اقتباسات پر اکتفا کرتے ہیں"۔

صفحہ ۷۲۲ پر فرماتے ہیں

"ے ہجری میں جب حدیبیہ سے حضور ﷺ خیریت واپس تشریف لائے تو خیبر کے یہودیوں کا ایک وفد مدینہ کے ایک مشہور جادوگر لبید ابن اعصم کے پاس آیا۔ انہوں نے لبید کو اپنی پتا

سنائی اور کہا کہ مکہ کے اس قریشی نے یہاں آکر ہماری عزت خاک میں ملادی، ہم نے بہت جتن کیئے مگر بے سود، ہر طرف سے مایوس ہر کر تیرے پاس آئے ہیں اگر تو ہماری امداد کرے تو یہ مشکل آسان ہو سکتی ہے۔ انہوں نے اس کی خدمت میں بھاری نذرانہ بھی پیش کیا، چنانچہ اس نے حامی بھر لی، ایک یہودی لڑکا حضور ﷺ کی خدمت میں رہا کرتا تھا، کسی طرح ورغلا کر اس سے حضور ﷺ کی کنگھی کا ایک ٹکڑا اور چند موئے مبارک حاصل کر لے۔ اس نے اور اسکی بیٹیوں نے جو اس فن میں اپنے باپ سے بھی دو قدم آگے تھیں جادو کیا اور ان چیزوں کو کھجور کے خوشے کے غلاف میں رکھ کر بنی زریق کے ایک کنوئیں کی تہہ میں ایک بھاری پتھر کے نیچے دبادیا۔ اس کنوئیں کا نام (زروان) یا ذی اروان بھی بتایا جاتا ہے۔ بعض نے اس کا نام بزاریس بھی لکھا ہے۔ چھ ماہ گذرنے کے بعد معمولی معمولی اثر ظاہر ہونے لگا۔ آخری چالیس دن زیادہ تکلیف کے تھے ان میں سے بھی آخری تین دن تکلیف اپنی نہایت کو پہنچ گئی۔ اس جادو سے حضور ﷺ کو کس قسم کی تکلیف محسوس ہوتی تھی اس کے بارے میں بھی تصریحات موجود ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

و کان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یذوب ولا یدری ما وجعہ

یعنی حضور پاک ﷺ کی طبیعت گھٹنے لگی، نقاہت بڑھنے لگی لیکن بظاہر اس کی کوئی وجہ معلوم نہ ہوتی۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں

حتی لیخیل الیہ انہ فعل الشی و لم یکن فعلہ (روح المعانی)

یعنی ایسا کام ہونہ کیا ہوتا اس کے بارے میں حضور ﷺ کو خیال ہوتا کہ کر لیا گیا ہے۔

کتب حدیث میں اس جادو کے اثرات کے بارے میں جتنی روایات ملتی ہیں ان کا یہی نچوڑ ہے کہ جسمانی طور پر نقاہت و کمزوری محسوس ہوتی لیکن ایسی کوئی ضعیف سے ضعیف روایت بھی موجود نہیں جس سے یہ پتہ چلتا ہو کہ فرائض نبوت کی ادائیگی میں کبھی بال برابر فرق آیا ہو۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ نماز کے ارکان میں تقدیم و تاخیر سرزد ہوئی ہو یا تلاوت قرآن

کے وقت نسیان طاری ہو گیا ہو یا مملکت اسلامیہ کی توسیع اور استحکام یا اسلام کی تبلیغ میں کوئی معمولی رخنہ بھی پیدا ہو۔ جب تکلیف زیادہ ہوئی تو حضور ﷺ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے، اسی رات حضور ﷺ کو خواب میں حقیقت حال سے آگاہ فرمادیا گیا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتایا کہ اے عائشہ میں نے اپنے رب سے جس بات کے بارے میں دریافت کیا تھا میرے خدا نے مجھے اس کے متعلق بتادیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا بتایا گیا؟ ارشاد ہوا رات کو خواب میں دو آدمی میرے پاس آئے، ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا پاؤں کے نزدیک۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ جبرئیل، میکائیل علیہما السلام تھے۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا انہیں کیا تکلیف ہے؟ دوسرے نے جواب دیا انہیں جادو کیا گیا ہے، پوچھا کس نے کیا ہے؟ جواب ملا لبید ابن اعصم نے، پوچھا کس چیز میں؟ بتایا کنگھی کے ایک ٹکڑے کو اور چند بالوں کو کھجور کے ایک خوشہ کے پردے میں رکھ کر، پوچھا کہاں رکھا ہے؟ بتایا ذی اروان کے کنوئیں کی تہہ میں ایک پتھر کے نیچے، پوچھا اب کیا کرنا چاہئے؟ بتایا اس کنویں کا سارا پانی نکال دیا جائے پھر اس پتھر کے نیچے سے ان چیزوں کو نکالا جائے (تفسیر ضیاء القرآن جلد نمبر ۵ صفحہ ۷۲۴)

حضور ﷺ نے فوراً حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم، عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اس مقصد کے لئے اس کنوئیں کی طرف بھیجا۔ انہوں نے پانی نکال کر اس کنویں کو خشک کردیا، اتنے میں حضور ﷺ خود بھی وہاں تشریف لے گئے، پتھر کو اٹھایا تو اس کے نیچے سے وہ غلاف نکلا، اس کو کھولا تو اس کے اندر کنگھی کا ایک ٹکڑا چند بال جو تانت کے ایک ٹکڑے میں بندھے ہوئے تھے اور اس تانت میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں، اسی اثنا میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور یہ دو سورتیں پڑھ کر سنائیں اور عرض کیا کہ آپ ان سورتوں کی ایک ایک آیت پڑھتے جائیں اور ایک ایک گرہ کھولتے جائیں اور ایک ایک سوئی نکالتے جائیں۔ چنانچہ دونوں سورتوں کی گیارہ آیتیں پڑھی گئیں، ان کی تلاوت سے

گیارہ گرہیں کھل گئیں اور ساری سوئیاں نکل گئیں اس طرح حضور ﷺ کی طبیعت ہشاش بشاش ہو گئی اور جادو کا سارا اثر زائل ہو گیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (ﷺ) اجازت ہو تو اس خبیث کا سر قلم کر دیا جائے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

اما انا فقد شفانی اللہ واکرہ ان اثیر علی الناس شرا

ترجمہ: مجھے تو اللہ تعالیٰ نے شفا بخش دی ہے میں اپنے لئے لوگوں میں فتنہ کی آگ بھڑکانا نہیں چاہتا۔

سبحان اللہ کیا شان رحمۃ للعالمینی ہے کہ اپنی ذات کے لئے اپنے جان کے دشمنوں سے بھی کبھی انتقام نہیں لیا۔

وضاحت: یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ قدیم معتزلہ اور جدید عقلیت پسندوں کا اس پر اعتراض ہے کہ یہ تمام روایات ساقط الاعتبار نا قابل اعتماد ہیں اور بیک قلم ان پر خط تنسیخ کھینچ دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر ان روایات کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اس سے منصب نبوت کی توہین ہوتی ہے بلکہ ہر قسم کی وحی اور شریعت کے جملہ احکام پر سے وثوق اٹھ جاتا ہے کیونکہ اگر ان روایات کو مان لیا جائے کہ حضور ﷺ پر جادو کا اثر ہو گیا تھا تو پھر یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے اثر سے کوئی آیت ذہن سے اتر گئی ہو۔ قرآنی آیت کی جگہ کسی خود ساختہ جملہ کو آیت قرآنی فرض کر لیا گیا ہو، شریعت کا یہ قانون اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہو بلکہ سحر کے فسوں کاری کا کرشمہ ہو۔ نیز یہ روایات اس آیت کے بھی منافی ہیں (واللہ یعصمك من الناس) کہ لوگوں کی شر انگیزیوں سے اللہ تعالیٰ آپ کا محافظ ہے۔ جب عصمت نبوت کی ذمہ داری خود اللہ رب العزت نے لی ہے تو پھر یہ کیسے مان لیا جائے کہ یہودیوں کے سحر کا حضور ﷺ پر اثر ہو گیا ہو، عقل کے جدید اور قدیم پرستاروں کا یہ ہے نظریہ جسے آپ نے پڑھ لیا۔

ان تمام اعتراضات اور شکوک وشبہات کے بارے میں اہل سنت یہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی دو حیثیتیں تھیں: ایک حیثیت نبوت اور دوسری حیثیت بشریت، عوارض

بشریت کا ورود ذات اقدس پر ہوتا رہتا تھا۔ بخار، درد، چوٹ لگنا، دندان مبارک کا شہید ہونا، طائف میں پنڈلیوں کا لہولہان ہونا اور احد میں جبینِ سعادت کا زخمی ہونا یہ سب واقعات تاریخ کے صفحات کی زینت ہیں۔ معترضین بھی اس سے انکار کی جرات نہیں کر سکتے اور ان عوارض سے حضور ﷺ کی شان رسالت اور حیثیت نبوت پر قطعاً کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح یہاں بھی جادو کا اثر حضور ﷺ کی جسمانی صحت تک محدود تھا۔ رسالت کا کوئی پہلو قطعاً اس سے متاثر نہ تھا اگر ایسا ہوتا کہ اس جادو سے حضور ﷺ کوئی آیت بھول جاتے یا الفاظ میں تقدیم و تاخیر کر دیتے یا قرآن کریم میں اپنی طرف سے کوئی جملہ بڑھا دیتے یا نماز کے ارکان میں کوئی رد و بدل ہو جاتا تو اسلام کے بد خواہ اتنا شور و غل مچاتے کہ الامان والحفیظ۔ بطلان رسالت کے لئے انہیں ایک ایسا مہلک ہتھیار دستیاب ہو جاتا کہ اس کے بعد انہیں دعوت اسلامی کو ناکام کرنے کے لئے مزید کسی ہتھیار کی ضرورت نہ رہتی۔ لیکن اس قسم کا کوئی واقعہ کسی حدیث یا تاریخ کی کتاب میں موجود نہیں ہے۔ دشمنان اسلام نے آج تک جتنی کتابیں پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں لکھی ہیں ان میں بھی اس قسم کا کوئی واقعہ درج نہیں۔ معلوم ہوا کہ لبید یہودی کے جادو کا اثر فقط اس حد تک ہوا کہ صحت گرامی متاثر ہوئی جس طرح علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ اور علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے حوالے نقل کئے جا چکے ہیں۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد ۵ صفحہ ۷۲۵)

اسی صفحہ پر درج ہے ---بحث سوئم--- جھاڑ پھونک کے بارے میں اسلام کا کیا حکم ہے؟ جھاڑ پھونک کا رواج ہر انسانی معاشرہ میں قدیم ازمنہ سے موجود ہے۔

اس مقصد کے لئے جو منتر طلسم یا نقوش ان کے ہاں رواج پذیر تھے ان کی دیویاں دیوتاؤں کے نام شیطانی قوتوں سے استمداد آسمانی کواکب و سیارات سے استغاثہ وغیرہ عام تھا۔ نیز وہ ان چیزوں کو مؤثر حقیقی اور فاعل مستقل یقین کرتے تھے۔ اسلام نے شرک کو بیخ و بن سے اکھیڑ کر رکھ دیا، ان کے اس عقیدہ کے بطلان کو طشت ازبام کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دیوی دیوتا، کوئی چاند، تارا، سورج مؤثر حقیقی ہو سکتا ہے اس لئے یہ تو گمان ہی نہیں کیا جا سکتا

کہ اسلام کسی ایسے منتر یا جھاڑ پھونک کی اجازت دے جس میں شرک یا شرکیہ عقائد کا شائبہ تک بھی پایا جاتا ہو۔ اس لئے ایسے تمام منتر، طلسم، نقوش وغیرہ اسلام میں قطعاً حرام اور ممنوع ہیں۔

تنبیہ: جن احادیث میں دم کرنے، جھاڑ پھونک کرنے کی ممانعت کی گئی ہے ان جملہ احادیث سے اسی قسم کے شرکیہ اعمال مراد ہیں۔ لیکن ایسا دم یا تعویذ جس میں اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے کوئی اسم مبارک یا آیتِ قرآنی یا سرورِ عالم ﷺ کی زبان پاک سے نکلا ہوا کوئی جملہ ہو یا جس نقش، تعویذ یا دم میں شرکیہ بات نہ ہو اس کا کرنا شرعاً بالکل جائز ہے۔ حضور ﷺ خود بھی اپنے آپ کو دم فرمایا کرتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر بھی دم کرتے اور حسنین کریمین علیہم السلام کو تو خصوصی دم فرمایا کرتے۔ عہد رسالت میں اور اس کے بعد صحابہ کا بھی یہ معمول تھا۔ اس وقت سے لے کر اب تک پاکان امت کا بھی یہ دستور ہے۔ جواز تعویذ وغیرہ کے لئے تو سب سے پہلے ان دو سورتوں کا نزول ہے اور ان کے پڑھنے کی برکت سے جادو کا اثر کا ختم ہو جاتا ہے۔

تفسیر "روح البیان" نے اس ضمن میں تحریر فرمایا ہے

روی ابن عباس رضی اللہ عنهما و عائشه رضی اللہ تعالیٰ عنها انه کان غلام من الیهود یخدم النبی صلی اللہ علیه و آله وسلم و کان عنده اسنان من مشطه علیه الصلوٰة والسلام فاعطاها الیهود فسحروه علیه السلام فیها۔ الیٰ آخره.

(تفسیر روح البیان جلد ۱۰ صفحه ۵۴۲)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت ایک یہودی لڑکا کیا کرتا اور اس کے پاس حضور ﷺ کی کنگھی مبارک کے دو دانت اور دوسری روایت میں ہے کہ چند موئے مبارک بھی تھے۔ اس لڑکے نے یہ سب یہودیوں کو دیئے اور پھر انہوں نے حضور ﷺ پر جادو کیا اور یہ جادو لبید ابن اعصم اور اس کی بیٹیوں نے کیا اور ان اشیاء کو زریق یا زروان کنوئیں میں بھاری

پتھر کے نیچے رکھا تھا۔ ایک روایت ہے کہ حضور ﷺ چھ ماہ تک بیمار رہے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام ان دو مذکورہ سورتوں (الفلق ---الناس) کے ساتھ نازل ہوئے اور پھر وہی کچھ ہوا جو گذشتہ سطور میں مذکور ہوا۔

اسی تفسیر میں صفحہ ۵۴۳ پر درج ہے

و فعل جبرئیل یقول بسم الله ارقیك والله یشفیك من كل شیی یوذیك من عین و حاسد --- فلذا جوز الاسترقاء بما كان من كلام الله و كلام رسوله لا بما كان بالعبریته والسریانیة والهندیة --- الیٰ آخره

ترجمہ : اور اس موقع پر حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کو یہ دعا پڑھ کر دم کرتے تھے۔ (**بسم الله ارقیك الخ**) پس اس وجہ سے دم کرنا اور دعا تعویذ جائز ہے اس چیز سے جو جو کلام اللہ سے ہو یا کلام ہو حضور ﷺ کا، عبرانی یا سریانی یا ہندی زبان میں اگر کوئی دم ہو تو اس سے جائز نہیں کیونکہ اس کا مفہوم سمجھ میں نہیں آتا اور پھر یہ کہ ان کا عقیدہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسری چیزوں کی مستقل تاثیر پر ہے۔ انتہی (تفسیر روح البیان جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۵۴۳)

نوٹ : تفسیر روح البیان نے نہ صرف دعا، تعویذ کے جواز کو واضح فرمایا بلکہ یہ بھی واضح کر دیا کہ دم کرنا حضور جبرئیل علیہ السلام کا فعل بھی ہے لہٰذا اسکے جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

تفسیر خازن میں ہے

قال ابن عباس و عائشة رضی الله تعالیٰ عنهم كان غلام من الیهود یخدم رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فدبت الیه الیهود فلم یزالوبه حتی اخذ من مشاطة رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وعدة من اسنان مشطه فاعطا ها الیهود فسحروه فیها و تولی ذلك لبید بن الاعصم رجل میں الیهود فنزلت السورتان فیه

(تفسیر خازن جلد نمبر ٤ صفحه ٤٢٨)

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ یہود میں سے ایک غلام تھا جو حضور ﷺ کی خدمت کیا کرتا، پھر یہودی اس کے پیچھے

پڑ گئے اور مسلسل اس سے تقاضا کیا کرتے یہاں تک کہ اس غلام نے حضور ﷺ کے چند موئے مبارک اور حضور ﷺ کی کنگھی کے دو یا تین دانت حاصل کئے اور پھر اس نے یہودیوں کو دیدیئے پھر انہوں نے حضور ﷺ پر جادو کیا اور اس کو لبید بن اعصم نے انجام کیا جو ایک یہودی تھا۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ ان دو سورتوں کو نازل فرمایا، جادو کو دفع کرنے کے بارے میں گویا اللہ تبارک و تعالیٰ نے دم کرنے کرانے کی ابتداء خود ہی فرمادی۔ لیکن زید یا اس کے مثل جاہل دین سے ناواقف دعا، تعویذ، دم درود کو جائز کہنا تو در کنار اسے شرک اور حرام کہتے ہیں۔ فیا اسفا۔ گویا تمام تفاسیر تو پکار پکار کر فرماتی ہیں کہ حضور پر نور ﷺ پر یہودیوں نے جادو کیا اور پھر رب ذوالجلال نے اس کے اثر کو زائل کرنے کے لئے مذکورہ دونوں سورتوں کو نازل فرمایا اور ان کے پڑھنے کی برکت سے جادو کافور ہو گیا اور پھر یہ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خود مذکورہ دعا (**بسم الله ارقيك الخ**) سے حضور ﷺ کو دم فرمایا اور ظاہر ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ کام اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی کیا کیونکہ فرشتوں کے بارے میں ارشاد ربانی ہے **و يتفعلون ما يومرون** (اور فرشتے وہی کام کرتے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ انہیں حکم فرماتا ہے)۔

اسی طرح تفسیر ابو السعود میں درج ہے۔

لما روى ابن عباس و عائشه رضى الله تعالىٰ عنهم انه كان غلام من اليهود يخدم النبى صلى الله عليه و آله وسلم و كان عنده اسنان من مشطه صلى الله عليه و آله وسلم فاعطا ها اليهود فسحروه عليه السلام فيها— بطوله

(تفسیر ابو السعود جلد نمبر ۹ ، صفحہ ۲۱۵)

ترجمہ : روایت ہے حضرت ابن عباس اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کہ ایک غلام لڑکا یہود میں سے حضور ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا اور اس کے پاس حضور ﷺ کی کنگھی کی دو دانت تھے تو اس نے یہودیوں کو دی دیئے، پھر انہوں نے حضور ﷺ پر جادو کیا اور اس کام کو لبید بن اعصم یہودی اور اس کی بیٹیوں نے انجام کیا اور وہی تھیں

جنہوں نے ان گرہوں میں پھونک ماری تھی۔ فرماتے ہیں۔

و هن النافثات في العقد قد فنها في بئر اريس فمرض النبى صلى الله عليه و آله وسلم فنزل جبرئيل عليه السلام بالمعوذتين واخبره بموضع السحر و بمن سحره و بم سحره - بطوله - (تفسير ابو السعود ، جلد ۹ ، صفحه ۲۱۵)

ترجمہ : اور یہی لڑکیاں لبید کی پھونک مارنے والی تھیں گرہوں میں ، پھر اس جادو کی اشیاء کو انہوں نے اریس کے کنوئیں میں دفن کیا پس حضور ﷺ بیمار ہو گئے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام ان دونوں سورتوں کے ساتھ نازل ہوئے اور خبر دی انہوں نے حضور ﷺ کو اس جگہ کی جہاں وہ رکھی گئی تھیں اور جادو کرنے والوں کی بھی خبر دی اور جس چیز سے انہوں نے جادو کیا اس کی بھی خبر دی --- بوجہ طوالت اختصار سے کام لیا گیا۔

آخر میں زید اور زید کی طرح تمام منکرین کے اطمینان قلب کے لئے انہیں کے پیرو مرشد اور علماء دیو بند کے مستند پیشوا مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کی تفسیر سے بھی اور سبب نزول ان دونوں سورتوں کا جو کہ ساتھ ہی نازل ہوئی ہیں۔ کذا فی الدلائل للبیہقی۔ یہ ہے کہ حضور ﷺ پر لبید یہودی اور اس کی بیٹیوں نے سحر کر دیا تھا جس سے آپ کو مرض کی سی حالت عارض ہو گئی۔ آپ ﷺ نے حق تعالیٰ سے دعا کی اس پر یہ دونوں سورتیں نازل ہوئیں جن میں ایک کی پانچ آیتیں اور ایک کی چھ آیتیں مجموعہ گیارہ آیتیں ہیں اور آپ ﷺ کو وحی سے اس سحر کا موقع بھی معلوم کرادیا گیا تھا۔ چنانچہ وہاں سے مختلف چیزیں نکلیں جن میں سحر کیا گیا تھا اور اس میں ایک تانت کا ٹکڑا بھی تھا جس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں حضرت جبرئیل علیہ السلام سورتیں پڑھنے لگے ایک ایک آیت پر ایک ایک گرہ کھل گئی۔ چنانچہ آپ کو بالکل شفا ہو گئی (تفسیر بیان القران صفحہ ۱۱۵۹)

عمل کے لئے تو ایک ہی تفسیر کا حوالہ کافی تھا لیکن زید اور زید کی طرح دوسرے بہت سے لوگ جو مذبذبین بین ذلک کی سی زندگی بسر کرتے ہیں کے لئے چند ایک تفاسیر کے حوالے پیش کئے تاکہ انہیں یقین ہو جائے کہ دعا، تعویذ وغیرہ بمسئلہ شرعاً جائز ہیں یہاں تک ان کے

اکابرین کی تصنیفات اس قسم کے معمولات سے بھری پڑی ہیں۔

نوٹ: یہ چند حوالے قرآن کریم اور تفاسیر سے پیش کئے گئے۔ اب احادیث شریف سے چند ایک حوالے پیش کرتا ہوں اچھی طرح غور سے پڑھیں

دعا و تعویذ احادیث کی روشنی میں

(۱) تفسیر ضیاء القرآن میں ہے

"حضور ﷺ کا یہ معمول تھا کہ ہر شب آرام فرمانے سے پہلے آخری تینوں قُل پڑھتے، اپنے مبارک ہاتھوں پر دم فرماتے پھر اپنے سارے جسم پر انہیں پھیر لیتے۔ حضور ﷺ کا یہ معمول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے جو خود عینی شاہد ہیں۔ جن محدثین نے اس روایت کو اسناد صحیحہ سے نقل کیا ہے ان میں امام بخاری، امام مسلم، امام مالک، ابن ماجہ، ابو داؤد علیہم الرحمہ جیسے اکابر ہیں۔

(۲) نیز امام بخاری امام احمد ترمذی، ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت سیدنا امام حسن اور سیدنا حضرت امام حسین علیہما السلام کو یہ دعا پڑھ کر دم فرمایا کرتے۔

اعیذ کما بکلمات اللہ التامۃ من کل شیطان وھامۃ و من کل عین لامۃ۔ انتھیٰ

(۳) حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی نے ایک روز عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جب سے مسلمان ہوا ہوں مجھے شدید درد ہوتا ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ جان لیوا ثابت ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا درد کی جگہ پر اپنا داہنا ہاتھ رکھو پھر تین بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھتے ہوئے درد کی جگہ پر ہاتھ رکھو (دعا)

اعوذ باللہ و قدرتہ من شر ما اجدوا حاذر

(۴) مسند امام احمد اور طحاوی میں طلق بن علی کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں بچھو نے ڈنگ مارا حضور ﷺ نے مجھے دم فرمایا اور اپنا دست مبارک پھیرا۔

(۵) صحیح مسلم میں ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے عیادت کے لئے حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے، پوچھا جانِ عالم کیا آپ بیمار ہو گئے۔ فرمایا ہاں، جبرائیل علیہ السلام نے یہ دعا پڑھ کر حضور ﷺ کو دم کیا

بسم الله ارقيك من كل شيي يو ذيك من شر كل نفس او عين حاسد الله يشفيك

بسم الله ارقيك

ترجمہ: میں اللہ کا نام لے کر آپ کو دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو اذیت دے اور ہر نفس اور حاسد کی نظر سے۔ اللہ آپ کو شفا دے، میں اللہ کا نام لے کر آپ کو دم کرتا ہوں۔

سبحان اللہ دم درود میں کتنی برکت اور کتنے فائدے ہیں کہ رب ذوالجلال ایک مقرب فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اپنے پیارے محبوب ﷺ کو دم کرنے کے لئے تو بھیجے اور اس چودھویں پندرھویں صدی کے بعض دُم بریدہ اور جعلی اسناد سے خود ساختہ مولوی یہ فتویٰ دیں کہ دعا، تعویذ وغیرہ شرک اور حرام ہیں العیاذ باللہ۔ ان کم بختوں کو خدا کا خوف نہیں، اور ہوگا بھی کیسے کہ کتب دین سے ان کو دور کا بھی واسطہ نہیں، یہ تو بس اپنی خود ساختہ مولوی گیری پر آنچ آنے نہیں دیتے چاہے کچھ سے کچھ بھی بک دیں جیسے کہ اس بندہ کو ہندوستان میں ایک خود ساختہ علامہ سے واسطہ پڑا تھا، حُقّہ کے بارے بات چل رہی تھی۔ میں نے علامہ سے کہا جناب حقہ کے بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے کوئی حلال اور مباح کہتا ہے، کوئی مکروہ تحریمی کہتا ہے، اور کوئی حرام کہتا ہے لیکن میں اسے مکروہ تحریمی سمجھتا ہوں۔ علامہ نے کہا کہ میں تو اسے حلال سمجھتا ہوں، میں نے ان سے کہا کہ آپ کے پاس حلت کی کوئی دلیل ہے، اس نے برجستہ کہا کہ ہاں ہے، تو میں نے کہا ذرا سنائیے، تو علامہ صاحب بڑے مزے سے لے کر کہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کو ارشاد فرماتا ہے (يا يها النبى لم تحرم ما احل الله لك) میں نے کہا استغفر اللہ، کچھ بحث ہونے کے بعد علامہ نے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی۔ یہ مختصر واقعہ میں نے اس لئے تحریر کیا کہ جو مولوی ملا زید عمرو بکر وغیرہ دعا تعویذ، دم درود کو شرک اور حرام کہتے ہیں یہ بھی اس ہندوستانی علامہ سے کم نہیں ہیں۔

(۶) مسند امام احمد میں ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک روز نبی کریم ﷺ میرے حجرہ میں رونق افروز ہوئے میرے پاس شفا نامی ایک خاتون بیٹھی تھی جو نملہ (ذباب) کا دم کیا کرتی تھی، حضور ﷺ نے اسے فرمایا شفا! یہ دم حفصہ کو بھی سکھادو۔ (مسند امام احمد، ابو داؤد، نسائی --- تفسیر ضیاء القرآن جلد نمبر ۵ صفحہ ۷۲۷)

(۷) صحیح مسلم شریف میں عوف ابن مالک اشجعی کی یہ روایت مذکور ہے کہ ہم نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) ہم زمانہ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے اب اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو تم پڑھ کر دم کیا کرتے تھے وہ مجھے سناؤ، جھاڑنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جب تک اس میں شرک نہ ہو۔

(۸) حضرت جابر ابن عبد اللہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جھاڑ پھونک سے منع فرمادیا پھر حضرت عمرو ابن حزام کے خاندان کے لوگ آئے اور عرض کیا کہ ہمارے پاس ایک عمل تھا جس سے ہم بچھو سانپ کے کاٹے کو دم کیا کرتے تھے مگر حضور نے ان کاموں سے منع فرمادیا ہے پھر انہوں نے وہ دم پڑھ کر سنایا، حضور ﷺ نے فرمایا اس میں تو میں کوئی مضائقہ نہیں پاتا، تم میں سے جو شخص اپنے کسی بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے تو وہ ضرور پہنچائے۔

(مسلم شریف، مسند احمد، ابن ماجہ ضیاء القرآن صفحہ ۷۲۴)

(۹) وعن عبدالملك بن عمير مرسلا قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في فاتحة الكتاب شفاء من كل داءٍ --- (رواه الدارمي والبيهقي في شعب الايمان مشكوٰة شريف صفحه ۱۸۹)

ترجمہ: روایت ہے عبد الملک بن عمیر سے کہا اس نے کہ فرمایا حضور ﷺ نے کہ قرآن کریم کی سورہ فاتحہ میں شفا ہے ہر بیماری اور مرض کے لئے۔

(۱۰) وعن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا تجعلوا بيوتكم مقابر ان الشيطن ينفر من البيت الذى يقرا فيه سورة البقرة --- رواه مسلم (مشكوٰة شريف صفحه ۱۸٤)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تم اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ، بے شک شیطان بھاگتا ہے اس گھر سے جس میں سورہ بقرۃ کی تلاوت کی جاتی ہے۔

اس حدیث شریف کو مسلم شریف نے روایت کیا یعنی جیسے کہ قبرستان میں کوئی ذکر اذکار اور عبادت تلاوت نہیں کرتا اپنے گھروں کو اس طرح نہ بناؤ بلکہ گھروں میں نماز وغیرہ عبادات کرنی چاہئیں اور تلاوت قرآن بھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ جس گھر میں سورہ بقرہ کی تلاوت ہوتی ہے اس گھر سے شیطان (جنات وغیرہ) بھاگتے ہیں۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جس طرح قرآن کریم روحانی، جسمانی امراض کو دفع کرتا ہے اسی طرح قرآن کریم کی تلاوت سے شیطان اور جنات وغیرہ بھاگتے ہیں اور ان کی اذیتوں سے اللہ تعالیٰ انسان کو نجات دیتا ہے۔

اب چند ایک کتابوں کے حوالے پیش کرتا ہوں:

"خزینۃ الاسرار" میں ہے

فصل الخصائص فی کتابة الفاتحة و فیه جمع المنافع النا س- اعلم ان فاتحة الکتاب تبری الاسقام والآلام و تعجل العافیة فی حینها و قدو رد بذلك اخبار الصحیحة والآثار الصریحة عن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال فاتحة الکتاب شفاء لکل داء (خزینة الاسرار صفحه ٤١٤)

ترجمہ: جان لو کہ سورہ فاتحہ شفا بخشتی ہے تمام بیماریوں اور دردوں میں اور جلد ہی آرام حاصل ہوتا ہے اور اس بارے میں بکثرت احادیث شریف اور اقوال صحابہ وارد ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ ہر بیماری اور مرض کے لئے شفا بخش ہے۔ اسی کتاب میں ہے

(قال بعض العماء) من کتب فاتحة الکتاب فی اناء نظیف ومحاها بماء و شرب منه مریض شفی باذن الله تعالی --- الیٰ آخره (خزینته الاصفیاء صفحه ١١٤)

ترجمہ: بعض علماء نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ فاتحہ کو ایک پاک برتن میں لکھے اور پھر اسے پانی سے دھو کر محو کردے اور اس پانی کو مریض پی لے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفا پائے گا اور یا اس

پانی سے پورے بدن کو ایک مرتبہ دھولے اور ساتھ ہی درد و تکلیف کی جگہ کو تین مرتبہ دھو لے اور یہ دعا بھی پڑھتا جائے۔

اللهم اشف فانت الشافی – اللهم اکف فانت الکافی – اللهم عاف فانت المعافی

فاذا فعل ذلك يبرا باذن الله تعالیٰ ما لم يحضر اجله

ترجمہ: یعنی یہ کام جب کرلے گا تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے تندرست ہو جائے گا اگر اس کی اجل نہ آئی ہو۔

اسی کتاب میں ہے

فاذا كتبت الفاتحة بمسك و زعفران و محيت بماء ورد و شرب ذلك بليد الذهن الذی لا يحفظ شيئا يشربه سبعة ايام زالت بلادته و يحفظ ما يسمعه

(خزينة الاسرار صفحه ۱۱٤)

ترجمہ: اور سورۂ فاتحہ کو جب مشک و زعفران سے لکھا جائے اور عرق گلاب سے محو کیا جائے اور اس کو کند ذہن جس کو کچھ بھی یاد نہ رہتا ہو سات دن مسلسل پی لے تو اس کی کند ذہنی ختم ہو جائے گی اور اس کے بعد جو کچھ بھی سنے گا، یاد رہے گا مگر کسی دین دار متقی آدمی سے لکھوائے۔

ھامش خزینۃ الاسرار پر حصن حصین صفحہ ۱۱۸ پر ہے

ويرقى الديغ بالالفاتحة سبع مرات یعنی بچھو کے کاٹے کو سورہ فاتحہ سات بار پڑھ کر دم کرے۔

اور اسی حصن حصین صفحہ ۱۱۹ پر ہے

و يداوى من به قرحة او جرح بان يضع اصبعه السبابة بالارض ثم يرفعها قائلا –

بسم الله تربة ارضنا بريقة بعضنا ليشفى سقيمنا باذن ربنا

(هامش خزينة الاسرار صفحه ۱۱۹)

ترجمہ: اگر کسی پر دانے نکل آئیں یا زخم ہو تو اس کا علاج یوں کرے کہ اپنی سبابہ انگلی کو زمین پر رکھے اور پھر اُٹھائے اور اُٹھاتے وقت یہ دعا پڑھے بسم اللہ تربۃ ارضنا – الیٰ آخرہ –

اور اس دعا سے تین یا پانچ یا سات بار دم کرے۔

تنبیہ: زید اور اس کے تمام کنبۂ منکرین کو چاہئے کہ وہ ضرور بالضرور کتاب "حصن حصین" کا مطالعہ کرے جو تالیف حضرت علامہ شمس الدین محمد بن الجزری رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ہے اور جس کے تمام اوراد کلام سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور "خزینۃ الاسرار" میں ہے

و روی عن علی کرم اللہ وجہه عن النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم قال ما قرات هذا لآیة اے آیة الکرسی فی دار الا اهجرتها الشیاطین ثلاثین یوما ولا یدخلها ساحر ولا ساحرة اربعین لیلة یا علی علمها ولدك واهلك و جیرانك فما انزلت آیة اعظم منها کذا فی روح البیان (خزینة الاسرار صفحه ۱۱۹)

ترجمہ: اس حدیث شریف کی روایت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے، فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ پڑھی جائے گی یہ آیت (آیت الکرسی) کسی بھی گھر میں مگر یہ کہ تیس دن تک شیاطین اس گھر میں داخل نہ ہو سکیں گے اور نہ داخل ہو سکیں گے اس گھر میں چالیس دن تک کوئی جادوگر اور جادوگرنی۔ اے علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) اس آیت یعنی آیۃ الکرسی کو اپنی اولاد اور اپنے اہل و عیال اور اپنے پڑوسیوں کو سکھاؤ کیونکہ اس سے بڑی آیت نازل نہیں ہوئی اسی طرح تفسیر "روح البیان" میں ہے ---- انتہی۔

"نزہۃ المجالس" میں ہے

و قال ابن عباس رضی اللہ عنهما اذا عسر علی المرئة ولدها فلیکتب لها هذا الدعاء - اللهم خلص فلانة بنت فلانة مما فی بطنها من ولدها خلاصا فی عافیة انك ارحم الراحمین . ولا بائس ان یضاف الیه الفاتحة و سورة الاخلاص والمعوذتین ، واذا السماء انشقت - الیٰ قوله - و القت ما فیها و تخلت ثم یسقی للمعوقة --- قال الدمیری فی حیاة الحیوان وهو مجرب

(نزهته المجالس، جلد ۱ صفحه ۷۸)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب کسی عورت کو بوقتِ ولادت

تکلیف ہو اور بچہ بآسانی پیدا نہ ہو تو اس دعا کو پڑھے فلانتہ کی جگہ متاثرہ عورت کا نام لے اور بنت فلانتہ کی جگہ اس کی والدہ کا نام لے، دعا یہ ہے۔

اللھم خلص — الی آخرہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ کوئی حرج نہیں کہ اس کے ساتھ سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص اور معوذتین اور سورہ اذا السماء انشقت تا والقت ما فیھا و تخلت تک کو اکٹھا کیا جائے۔ پھر ان ادعیہ کو پڑھ کر اس سے پانی کو دم کیا جائے اور وہ پانی دردِ زہ میں مبتلا عورت کو پلا دے۔ اللہ کے حکم سے بچہ فوراً پیدا ہو گا۔ علامہ دمیری نے "حیاۃ الحیوان" میں کہا ہے کہ یہ عمل بہت مجرب ہے۔

اسی کتاب میں ہے

قال بعض الصالحین اصابنی وجع شددی فی الراس فرایت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المنام فوضع یدہ علی راسی و قال بسم اللہ — ربی اللہ — حسبی اللہ — توکلت علی اللہ — اعتصمت باللہ — فوضت امری الی اللہ — ماشاء اللہ — لا قوۃ الا باللہ — ثم قال استکثروا من ھذہ الکلمات فان فیھا شفاء من کل داء و فرجا من کل کرب و نصراً علی الاعداء (نزھتہ المجالس، جلد ۱ صفحہ ۷۸)

ترجمہ: بعض صلحاء سے منقول ہے کہ ہمیں دردِ سر کی تکلیف لاحق ہوئی جو بہت شدت سے تھی تو میں نے خواب میں حضور ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ نے میرے سر پر اپنا دست مبارک رکھا اور یہ کلمات پڑھنے لگے: بسم اللہ --- ربی اللہ — الی آخرہ تک اور فرمانے لگے کہ ان کلمات کو کثرت سے پڑھو کیونکہ اس میں شفا ہے ہر مرض کے لئے اور اس میں ہر تکلیف سے خلاصی ہے اور اس سے دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ سبحان اللہ، حضور سیّد الکونین محبوب رب الثقلین ﷺ اپنی روحانیت سے بھی تشریف آوری فرما کر اپنے امتی کو دم فرماتے ہیں جس سے اس کی تکلیف رفع ہو جاتی ہے اور پھر اسے مذکورہ کلمات کو بکثرت پڑھنے کی ہدایت بھی فرماتے ہیں اور ادھر یہ نام نہاد گوش و دُم بریدہ امتی ہیں کہ اپنے محبوب رؤف رحیم ﷺ کے معمولات کو شرک سے تعبیر کرتے ہیں الویل لھم کل الویل۔

قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی معمولات کی کتاب "مرقعِ کلیمی" میں بہت سے معمولات درج فرمائے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے:

رقعہ برائے حفظِ حمل از سقوط: اگر حاملہ را خون نے روان شود و خوفِ اسقاط حمل باشد آیتِ ذیل را نوشتہ کردہ حمل بندد از افتادن محفوظ ماند (مرقع کلیمی صفحہ ۱۲۷)

ترجمہ: اگر حاملہ عورت کا خون جاری ہو جائے اور اسقاطِ حمل کا خطرہ پیدا ہو جائے تو ذیل کی آیت لکھ کر پیٹ پر باندھے انشاء اللہ حمل گرنے سے محفوظ ہو گا۔ آیت شریف یہ ہے

ان اللہ یمسك السموت والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکھما من احد من بعدہ انه کان حلیماً غفورا

اور اسی کتاب میں یہ عمل بھی ہے

"رقعہ برائے کشائشِ رزق و ادائے قرض" ہر کہ وقت سحر یعنی کہ ششم حصہ از شب ماندہ باشد ایں دعا خواند قرض او گزاردہ روزی او فراخ شود۔

ترجمہ: جو کوئی سحر کے وقت یعنی رات کے پچھلے چھٹے حصے میں یہ دعا پڑھے اس کا قرض ادا اور روزی فراخ ہو جاوے گی۔ دعا یہ ہے

لا اله الا اللہ واللہ اکبر کبیراً و سبحان اللہ والحمد للہ کثیراً اللھم انی اسئلك من فضلك و رحمتك فانھا بیدیك لا یملکھما احد سواك اللھم اقض دینی و وسع علیّ رزقی — انتھیٰ۔

سراج العارفین حضرت علامہ اخوند درویزہ ننگرہاری قدس سرہ "ارشاد الطالبین" میں فرماتے ہیں

برائے مہماتِ ہر دو جہانی ایں دعا را یکبار خواند کفایت شود و اگر کسے را جذام و برص در پیش باشد باید کہ ایں دعا را ہفت کرت بر پارہ آب خواندہ و در آفتابۂ سرخ کہ نو باشد اندازد آں آب را آں کس ہفت روز نوشیدہ باشد ہر علت کہ داشتہ باشد دفع کرد --- دعا ایں است

بسم اللہ الرحمن الرحیم لا اله الا اللہ العلی العظیم لا اله الا اللہ الحی القیوم لا اله

الا الله الواسع الرحیم لا اله الا الله محمد رسول الله لا اله الا الله مالك یوم الدین بحق ایاك نعبد و ایاك نستعین اللهم صل علی محمدن النبی الامی برحمتك یا ارحم الراحمین (ارشاد الطالبین صفحه ۲۲۷)

ترجمہ: اگر کوئی مہمِ دو جہانی در پیش ہو تو اس دعا کو ایک بار پڑھ لے کفایت کرے گی اور اگر کسی کو جذام یا برص کا عارضہ لاحق ہو تو اس دعا کو سات مرتبہ تھوڑے سے پانی پر پڑھ کر دم کرے اور اس پانی کو نئے سرخ کوزہ یا مٹی کے کسی اور برتن میں ڈال کر محفوظ کرلے اور اس پانی کو علیل آدمی سات دن تک پیتا رہے اللہ کے کرم سے مرض دفع ہو گا۔

نوٹ: اس کتاب "ارشاد الطالبین" میں مختلف امراض اور بیماریوں کے لئے حضرت علامہ اخوند درویزہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بکثرت ادعیہ وغیرہ تحریر فرمائی ہیں جس کو خواہش ہو اس کتاب مذکورہ کو اور حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی کتاب "مرقعِ کلیمی" اور حضرت علامہ شمس الدین محمد ابن الجزری کی کتاب "حصن حصین" اور "خزینۃ الاسرار" کا مطالعہ ضرور کرے۔

حقیقت یہ ہے کہ ربِ ذوالجلال کے کلام میں ہر بیماری اور مرض کے لئے علاج ہے چاہے وہ بیماری کفر و شرک کی ہو، منافقت کی ہو، فسق و فجور کی ہو، روحانی ہو، جسمانی ہو، ظاہری ہو، باطنی ہو غرض یہ قرآن کریم ایک ایسی جامع کتاب ہے جس کے بارے میں ربِ لایزال کا ارشاد ہے لا رطب ولا یابس الا فی کتب مبین۔ اسی طرح محبوب رب العالمین، امام الانبیاء والمرسلین، سرورِ عالم، نورِ مجسم، حضور پُرنور، شافع یوم النشور، سردارِ مکہ، تاجدار مدینہ، آقائے دو جہاں، شفیع المذنبین، رحمت للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے نکلے ہوئے الفاظ اور کلمات میں بھی وہ تاثیر ہے جس کا تدارک عقول انسانی نہیں کرسکتے۔ اور یوں ہی ربِ ذوالجلال کے خواص بندے اور غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک منہ اور زبان سے جو الفاظ نکلتے ہیں وہ بھی حیرت انگیز تاثیر سے لبریز ہوتے ہیں جس کو زید اور اسکی طرح کے لاتعداد منکرین سمجھنے سے قاصر ہیں

چہ نسبت خاک را با عالم پاک | کجا مہدی کجا بوجہل ناپاک

اس ضمن میں "خزینۃ الاصفیاء" کا ایک واقعہ تحریر کرتا ہوں ملاحظہ ہو۔

"در راحت القلوب تحریر است کہ روزے چند جہود در بازار مدینہ نشستہ بودند باہم ایشاں گفتگوئے احوالِ علی المرتضی رضی اللہ عنہ درمیان بود دریں اثنا مسلمانے سائل گرسنہ روبروئے جہودان آمدہ سوال طعام کرد جہودان تمسخر کردند کہ تو مسلمانی و در دینِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) در آمدی نزد شاہ مردان علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) برو ہر چہ خواہی یابی۔ بطولہ (خزینۃ الاصفیاء جلد اول صفحہ ۲۲)

ترجمہ: "راحت القلوب" میں ہے کہ ایک دن مدینہ طیبہ کے بازار میں چند یہودی بیٹھ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حالات کے بارے میں باتیں کر رہے تھے اسی دوران ایک مسلمان سائل جو بھوکا تھا ان یہودیوں کے پاس آیا اور ان سے طعام کے لئے سوال کیا۔ یہودیوں نے اس سائل کا مذاق اڑایا اور اس سے کہا کہ تم تو مسلمان ہو، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین میں داخل ہو چکے ہو۔ لہٰذا حضرت علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) کے پاس جاؤ، اور جو چاہو گے پاؤ گے، سائل نے ابھی یہودیوں کو کوئی جواب نہ دیا تھا کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نمودار ہوئے، یہودیوں نے سائل سے کہا کہ وہ دیکھو حضرت علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) آرہے ہیں، جاؤ ان کے پاس اور ان سے سوال کرو، سائل وہاں سے چلا اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے پاس پہنچا اور ان سے اپنے غصہ سے بھرا ہوا قصہ بیان کیا، خدا کی شان کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اس وقت اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھتے تھے، اور خالی جیب تھے۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے یہ خطرہ بھی محسوس فرمایا کہ ان یہودیوں نے اس سائل کا مذاق اڑایا اب اگر یہ سائل خالی ہاتھ لوٹے گا اور محروم ہو کر جائے گا تو یہ بھی بہت بڑے افسوس کی بات ہے۔ لہٰذا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے سائل کا ہاتھ پکڑ لیا اور درودِ خمسہ پڑھ کر سائل کے ہاتھ کو دم کر کے اس کے ہاتھ کو بند کر دیا اور اس کو رخصت کر دیا جب سائل واپس یہودیوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس سے پوچھا کہ کیا ملا؟ سائل نے کہا اس مردِ خدا نے پانچ مرتبہ درود صلوٰۃ خمسہ پڑھ کر میرے ہاتھ میں دم کیا اور میرے ہاتھ کو بند کر کے مجھے رخصت کیا اور میرا ہاتھ ابھی تک بند ہے۔ یہودیوں نے کہا کہ

ہاتھ کھول، جب سائل نے اپنا ہاتھ کھولا تو کیا دیکھا کہ ہاتھ کی مٹھی میں پانچ دینار چمکدار موجود تھے۔ یہودیوں نے جب یہ حال دیکھا تو بہت حیران رہ گئے اور اسی وقت وہاں سے اٹھ کر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں آکر مسلمان ہو گئے۔ سبحان اللہ (خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۲۳)

وضاحت: یقیناً اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام میں تاجدار مدینہ ﷺ کی زبان اقدس سے جو بھی کلمات دم دعا کی صورت میں معرض وجود میں آئے ہیں وہ پر تاثیر ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے خواص بندوں کی زبان مبارک سے بھی جو کلمات ادا ہوتے ہیں وہ بھی تاثیر سے خالی نہیں کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے جو بظاہر گرد آلود پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر قسم کر کے کہتے ہیں کہ یہ کام ایسا ہو گا، تو رب ذوالجلال ان کو حانث ہونے سے بچا دیتا ہے اور وہ کام اسی طرح ہو جاتا ہے۔ یہ ہے شان اللہ والوں کی جس سے انکار سوائے بد دین اور لامذہب کے کوئی کر ہی نہیں سکتا۔ ان اللہ والوں کی وہ شان ہے کہ ان کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے کلمات تو یقیناً پُر تاثیر ہوتے ہی ہیں، ان کے ناموں اور اسماء مبارکہ کی تاثیر بھی ملاحظہ کریں جو منکرین کو ضرور ورطہ حیرت میں ڈالیں گے۔ "مشارق الانوار" میں ہے کہ

قد انتھی الزھد فی التابعین الی ثمانیة قال واشتھر ان من ذکرھم علی داء و کتب اسماء ھم و عقلھا علی ذی علة یبرا باذن اللہ و نظمھا بعضھم فقال

ثمانیة فی التابعین قد انتھیٰ	الیھم جمیع الزھد فافھمه ترشد
ھم الحسن البصری و معروف عامر	ابو مسلم ثم الربیع والاسود
اویس اب حبان اذا ما ذکرتھم	علی علة تبرا ذکرك یحمد

و ذکر الامام الشیبانی فی حاشیه الشفاء ان من ذکرھم عند نومه حشر معھم و من ذکر علی وجع به شفاہ اللہ تعالیٰ (مشارق الانوار جلد ۲ صفحه ۱۱٤)

ترجمہ: یعنی زہد و تقویٰ تابعین حضرات میں آٹھ محترم ہستیوں میں بدرجہ اتم تھی اور یہ مشہور ہے کہ جو کوئی ان کے ناموں کو پڑھ کر کسی مرض کو دم کرے گا یا ان کے ناموں کو لکھ کر تعویذ

کی صورت میں مریض کے گلے میں ڈال دے گا تو اللہ تعالیٰ اس مریض کو شفاء عطا فرماوے گا۔ آٹھوں حضرت کے نام مندرجہ نظم میں مذکور ہیں اور امام شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے شفا کے حاشیہ میں فرمایا یہ کہ جو کوئی ان آٹھ حضرات کے نام سونے کے وقت ذکر کرے گا تو قیامت کے دن اس کا حشر انہی حضرات کے ساتھ ہوگا اور جو کوئی کسی مرض کے لئے ان کے نام پڑھ کر دم کرے تو اللہ تعالیٰ اسے شفاء کامل عطا فرمائے گا۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔

"مشارق الانوار" کی عبارت سے منکرین کا دماغ یقیناً ٹھیک ہو گیا ہوگا اور اگر ٹھیک نہیں ہوا تو پھر میں وہی بات کہوں گا جو حضرت علامہ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے کہی ہے۔ اور وہ یہ ہے

اشقیاء را دیدہ بینا نبود	نیک و بد در دیدہ شاں یکساں نمود
ہمسری با انبیاء برداشتند	اولیاء را ہمچو خود پنداشتند
گفت اینک ما بشر ایشاں بشر	ما و ایشاں بستہ خوابیم و خور
ایں ندانستند ایشاں از عمیٰ	ہست فرق درمیاں بے انتہا

ترجمہ: (۱) بدبختوں کی دیکھنے والی آنکھ نہ تھی، اچھا اور برا ان کی آنکھ میں یکساں نظر آیا۔

(۲) انہوں نے نبیوں کے ساتھ برابری کا دعویٰ کھڑا کر دیا اور اولیاء کو اپنے جیسا سمجھ لیا۔

(۳) یہ کہا کہ ہم بھی انسان ہیں اور وہ بھی انسان ہیں ہم اور وہ سونے اور کھانے پینے کے پابند ہیں۔

(۴) اپنے اندھے پن سے وہ یہ نہ سمجھے کہ ان دونوں میں بے انتہا فرق ہے۔

استفتاء میں دعا تعویذ پر شکرانے نذرانے کا بھی تذکرہ ہے تو اس ضمن میں مختلف کتابوں کے حوالے خوف طوالت ترک کر کے صرف ایک حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں۔ پہلے "تفسیر ضیاء القرآن" کی عبارت پیش ہے پھر آخر میں اس حوالے یعنی حدیث شریف کو پیش کروں گا۔

"ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہر چیز اسی وقت نفع پہنچاتی ہے جب اذن الٰہی ہو اس کے علاوہ کوئی چیز بھی اثر نہیں کرتی اگر جڑی بوٹیاں، گولیاں، شربت، معجونیں اور ٹیکے اذنِ الٰہی سے صحت و عافیت کا سبب بن جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ آیات، قرآنی اور فرمودات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اذنِ الٰہی سے کیوں موثر نہیں ہو سکتے؟ آخر میں ایک بات کی طرف اشارہ کرنا بھی

ضروری سمجھتا ہوں کہ کیا دم اور تعویذ پر نذرانہ وصول کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

اس کے لئے حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے استدلال کافی ہے جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ترمذی شریف اور دیگر کتب احادیث میں منقول ہے اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم پر اپنے چند صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھیجا جن میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ان کا گذر ایک بستی سے ہوا جہاں ایک عرب قبیلہ سکونت پذیر تھا۔ انہوں نے اپنے لئے اس قبیلہ سے کھانے کا مطالبہ کیا لیکن انہوں نے انہیں کوئی چیز دینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ مسلمانوں نے بغیر کچھ کھائے رات بسر کی، اسی اثنا میں قبیلہ کے سردار کو کسی زہریلے بچھو نے ڈنگ مار دیا جب اس کی تکلیف حد سے زیادہ بڑھی تو وہ لوگ مسلمانوں کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے سردار کو بچھو نے کاٹا ہے وہ درد سے تلملا رہا ہے، اگر تم لوگوں کے پاس کوئی دوا ہو یا کوئی دم کر سکتا ہو تو وہ آکر اسے دم کرے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے پاس اس کا علاج تو ہے لیکن تم نے بڑی بے مروتی کا سلوک کیا ہے، ہمیں کھانا تک نہیں دیا اس لئے جب تک تم ہمیں کچھ معاوضہ دینا طے نہ کرلو اس وقت تک ہم اس کا علاج نہیں کریں گے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ اگر ہمارے سردار کو آرام آگیا تو ہم تمہیں بکریوں کا ایک ریوڑ دیں گے۔ حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ گئے اور سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد اپنا لعابِ دہن اس پر ملا، درد زائل ہو گیا اور ان کا سردار بالکل تندرست ہو گیا۔ قبیلہ والوں نے وعدہ کے مطابق ریوڑ جس میں تیس بکریاں تھیں مسلمانوں کو دیا، جب حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ وہ ریوڑ لے کر مسلمانوں کے پاس واپس آئے تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جب تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت نہ کرلیں اس وقت تک ہمیں یہ بکریاں استعمال میں نہیں لانی چاہئیں۔ جب مہم سے فارغ ہونے کے بعد یہ حضرات مدینہ طیبہ واپس پہنچے تو سارا قصہ عرضِ خدمت کیا۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا "تمہیں یہ کس طرح پتہ چلا کہ یہ سورہ (فاتحہ) پڑھ کر دم کیا جاتا ہے، بکریاں لے لو اور اس میں سے میرا حصہ بھی

نکالو" سبحان اللہ۔ اس روایت کے بعد اس مسئلہ پر مزید بحث کی گنجائش ہی نہیں رہتی (تفسیر ضیاء القرآن جلد ۵، صفحہ ۲۷۷-۲۷۸)

تفسیر "ضیاء القرآن" نے جس حدیث شریف کی تشریح کی ہے میں اس کو یہاں قدرے تحریر کر کے حوالہ دیتا ہوں جس کو خواہش ہو بخاری شریف میں دیکھ لے۔

حدثنا موسیٰ بن اسمعیل قال حدثنا ابو عوانة عن ابی بشر عن ابی المتوکل عن ابی سعید (الخدری) ان رحطا من اصحاب صلی الله علیه و آله وسلم انطلقوا فی سفرة سافروها حتی نزلوا بحی من احیاء العرب فاستضافوا فابوا ان یضیفوهم فلدغ سید ذلك احی فستواله بکل شی لا ینفعه شئ - الحدیث الی آخره

(بخاری شریف جلد ثانی صفحه ۸۵۵)

یہ تو وہ حدیث شریف ہے جس کی تشریح حوالہ تفسیر "ضیاء القرآن" درج کر دی گئی ہے۔ آخر میں ایک سوال اور اس کا جواب درج ہے

مسئله نمبر ۱۰۱: سوال: پیش امام اگر تعویذ بنائے تو کیا حکم ہے؟

الجواب: جائز ہے تعویذ اگر قرآن کریم یا اسمائے الٰہیہ یا دیگر اذکار و دعوات سے ہو تو اس میں اصلاً حرج نہیں بلکہ مستحب ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی مقام میں فرمایا کہ من استطاع منکم ان ینفع اخاه فلینفعه تم میں سے جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچا سکے پہنچائے (رواہ احمد و مسلم عن جابر رضی اللہ عنہ)۔

اسماء انبیاء و اولیاء علیہم السلام سے بھی تعویذ بطور تبرک و توسل روا ہے تابع و مظہر اسماء الٰہیہ ہیں۔ "اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ" میں ہے "رقیہ بقرآن و اسماء الٰہی جائز است باتفاق" یعنی تعویذ اور دم کرنا آیات قرآنی سے یا اسماء حسنیٰ سے باتفاق علماء جائز ہیں۔ و تمسک و توسل کہ بدوستانِ خدا و اسماء ایشان میکنند بسببِ قرب ایشاں بدرگاہِ حق و درگاہِ رسول (ﷺ) وی میکنند و اگر تعظیم میکنند ایشان را بہمیں طریق بندگی خدا و تبعیت رسول میکنند نہ باستقلال۔ الخ۔

ترجمہ: اور تمسک و توسل اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ اور ان کے ناموں کے ساتھ جو

لوگ کرتے ہیں تو یہ اس لئے کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقرب ہیں اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بارگاہ میں بھی مقرب ہیں اور لوگ اگر ان حضرات کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں تو اسی واسطہ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں اور اس کے محبوب علیہ السلام کے سچے تابعدار ہیں نہ اس لحاظ سے کہ اولیاء مستقل تاثیر کے مالک ہیں۔

اور اس ضمن میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا قول نہایت معتبر دلیل ہے مگر بینا کے لئے۔ امام ابو بکر بن السنی تلمیذ جلیل امام نسائی نے کتاب "عمل الیوم واللیلۃ" میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا

اذا کنت بواد تخاف فیھا السباع فقل اعوذ بدانیال و بالجب من شر الاسد

یعنی جب تو ایسے جنگل میں ہو جہاں شیر کا خوف ہو تو یوں کہہ میں پناہ لیتا ہوں حضرت دانیال علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے کنویں کے شیر کے شر سے۔

علامہ امام کمال الدین دمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کتاب "حیات الحیوان" میں بھی یہ حدیث لکھ کر حضرت دانیال علیہ السلام کا پورا واقعہ تحریر فرمایا ہے۔ (فتاویٰ افریقہ صفحہ ۱۷۸)

قرآن کریم کی آیات مبارکہ، احادیث شریفہ، تفاسیر کے حوالہ جات کتب ائمہ دین کی عبارات کے بعد بھی اگر منکرین راہ راست پر نہ آئیں تو اللہ تعالیٰ ہی ان سے سمجھے۔ استفتاء میں ڈاکٹر عثمانی کی کتابوں کی بات بھی درج ہے تو اس ضمن میں یہ عرض کروں گا کہ ڈاکٹر عثمانی کی کتابیں صرف اور صرف اس کے اور اسکے معدودے چند پیروکاروں کے لئے قابل عمل تو ہو سکتی ہیں ماسوا ان کے، جملہ مسلمانوں کے لئے وہ ہرگز ہرگز قابل عمل نہیں اور نہ اس کی کتابوں پر عمل کرنا کسی مسلمان کے لئے جائز ہے کیونکہ اس کی کتابوں کے مضامین، معانی اور تراجم قرآن کریم و احادیثِ نبوی سب خود ساختہ ہیں۔ سلفِ صالحین، ائمہ دین، مفسرین، محدثین، محققین حضرات کے بیان کردہ معانی اور تراجم و تشریحات کے بالکل خلاف ہیں۔ بظاہر تو آیات قرآن اور احادیث نبوی پیش کرتا ہے لیکن اپنی من مانی تشریحات اور تاویلات سے۔ دوسری یہ

کہ حق کفار و مشرکین نازل شدہ جملہ آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کرتا ہے جو اس کی بے علمی کی بہت بڑی دلیل ہے۔ بہر حال وہ کچھ بھی کرے مسلمان اس کو ضرور پہچانتے ہیں اور اپنی خداداد فراست سے اس کے مکروفریب سے خوب واقف ہیں۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدرت را می شناسم

آخر میں جملہ مسلمانوں سے عرض ہے کہ ڈاکٹر عثمانی کی قدوقامت کو سمجھنے کے لئے محترم علامہ میاں ظاہر شاہ قادری صاحب مدظلہ کی کتاب "مکائدِ عثمانی" کا ضرور مطالعہ فرماویں جس کا عنوان ہے "ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی کے گمراہ کن عقائدوافکار پر محققانہ تبصرہ"

ملنے کا پتہ: تحقیقات اسلامیہ صوبہ سرحد یامکتبہ غوثیہ مدین سوات سے منگوائیں۔

هذا ما عندی من الکتاب واللہ اعلم باالصواب

بقیہ :احکام رمضان

ترجمہ: جو نیک کام کرے گا اس کو اس کا بدلہ دس گنا ثواب ملے گا۔

تو اس آیہ کے مطابق ایک ماہ کے بدلے دس ماہ ہو گئے اور چھ کو دس سے ضرب دیں تو ساٹھ روز یعنی دو ماہ بنتے ہیں پس میزان ۱۰ + ۲ = ۱۲ ماہ ہو گیا تو گویا تمام سال کے روزوں کا ثواب مل گیا اور حدیث شریف کے الفاظ مبارک مندرجہ ذیل ہیں:

من صام رمضان واتبعه بستته من شوال فکانما صام دهرا کلهه

ترجمہ: جس شخص نے رمضان کے روزے رکھ کر چھ روزے شوال کے رکھ لئے تو اس نے پورے سال کا روزہ رکھا۔

مسئلہ: شوال کے روزوں کو لگاتار نہ رکھنا بہتر ہے۔

وما علینا الا البلاغ

تبصرۂ کتب

نوٹ: تبصرے کے لئے دو کتابیں ارسال کی جائیں۔

عنوان: سرچشمۂ ہدایت۔ ترتیب و تالیف: سید قمر عباس۔ صفحات: ۳۸۹

قیمت: ۲۰۰ روپے مطبوعہ: گولڈن پرنٹنگ پریس محلہ جنگی پشاور شہر (۱۹۹۹ء)

ملنے کا پتہ: نیا مکتبہ مدینہ سٹریٹ عشرت سینما روڈ گلبہار نمبر ۴ پشاور شہر۔

تبصرہ نگار: سید محمد انور شاہ قادری۔

سادات پشاور نے "جمعیت سادات" صوبہ سرحد کی بنیاد رکھی اور آلِ رسول ﷺ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لئے باقاعدہ ماہانہ اجلاس شروع ہوئے تو ان میں جمعیت سادات کے سرپرستِ اعلیٰ حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی المعروف قبلہ مولوی جی صاحب کا فکر انگیز خطاب ہر مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے ساداتِ کرام کے لئے خصوصی دلچسپی کا حامل ہوا کرتا تھا کیونکہ آپ ساداتِ کرام کو اپنا مقام و منصب پہچاننے کی تاکید کے ساتھ ساتھ بار بار ان کی توجہ قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی طرف دلایا کرتے تھے کہ یہ کتاب ان کے گھر میں اُتری ہے وہ اس کی قدر کریں، اسے خود سیکھیں اور دوسروں کو سکھانے کا اہتمام کریں۔

زیرِ تبصرہ کتاب کو اگر آنجناب مدظلہ العالی کے ان پرسوز ارشاداتِ عالیہ کی صدائے بازگشت قرار دیا جائے تو بے جانہ ہوگا جو کہ برادرم سید قمر عباس کے مطالعۂ قرآن کا نچوڑ ہے۔ موصوف کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ سرحد میں پیپلزپارٹی کے بانی اور مخلص ترین اراکین میں سے ہیں صوبائی وزیر ہاؤسنگ اور جیل خانہ جات بھی رہے ہیں لیکن گردشِ زمانہ کا شکار ہو کر جب ملزم کی حیثیت سے جیل پہنچے تو خلوت کے ان ایام کو غنیمت جان کر اسلامی لٹریچر کے مطالعے میں مصروف ہو گئے اور اپنے حاصلِ مطالعہ کو قلم بند بھی کرتے رہے۔ جس کے نتیجے میں کئی کتابیں منصۂ شہود پر آگئیں جن میں سے ایک یہ ہے۔

یہ قرآنِ مجید کا لفظ بہ لفظ ترجمہ ہے اور نہ ہی تفسیر بلکہ عام قاری کے لئے قرآنِ مجید کا مفہوم عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے اس ضمن میں ہر سورۂ مبارکہ کے متعلق معلومات تین حصوں میں فراہم کی گئی ہیں۔ پہلے حصہ میں سورۂ مبارکہ کا نام جلی حروف میں دیا گیا ہے اور اس کے نیچے سورہ مبارکہ کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ دوسرے حصہ میں "مضمون" کی سرخی قائم کی گئی ہے جس میں اس سورہ مبارکہ کے جملہ مضامین کا ایک خلاصہ دیا گیا ہے۔ تیسرے حصہ میں "اہم نکات" کے عنوان سے سورہ مبارکہ کے تمام

مباحث کا مفہومی ترجمہ اس انداز سے کیا گیا ہے کہ اس میں ایک قسم کا تسلسل اور ربط پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور ایک ہی موضوع پر آیات کا ترجمہ ایک نمبر کے تحت درج کرنے کے بعد جہاں دوسرے مبحث کا آغاز ہوتا ہے وہاں سے ترجمہ بھی ایک نئے نمبر کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے۔ یوں ہر نئے مضمون کے لیے نمبر بدلتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ سورۂ مبارکہ کا ترجمہ تکمیل پذیر ہو جاتا ہے۔

اس کتاب کی تیاری میں درج ذیل تفاسیر سے استفادہ کیا گیا ہے۔

(۱) تفسیر ابن کثیر (۲) بیان القرآن از مولانا اشرف علی صاحب تھانوی (۳) معارف القرآن از مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی۔ (۴) تفہیم القرآن از مولانا سید ابو الاعلیٰ صاحب مودودی۔ (۵) ضیاء القرآن از جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری۔ (۶) انوار القرآن از ڈاکٹر مرتضیٰ ملک۔ (۷) تفسیر نمونہ از مولانا صفدر حسین نجفی۔

اگر اس فہرست میں کنز الایمان اور تفسیر الحسنات کو بھی شامل کر لیا جاتا تو بہتر ہوتا۔ نیز اگر ضیاء القرآن سے بھی کماحقہٗ استفادہ کیا جاتا تو زیادہ بہتر نتائج سامنے آتے۔ بہر حال مجموعی طور پر اس لحاظ سے یہ ایک مستحسن کاوش ہے کہ مؤلف نے علومِ اسلامیہ یعنی قرآن وحدیث اور فقہ وتصوف کے اکتساب کے لئے باقاعدہ کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ طے نہیں کیا بلکہ اُردو ادب اور قانون کے طالب علم رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود "سرچشمۂ ہدایت" جیسی کتاب لکھ کر اور اسے کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ شائع کر کے ایک قابلِ تقلید کارنامہ انجام دیا جو عامۃ مسلمین کو قرآن کی طرف راغب کرنے کا ایک عمدہ اور آسان ذریعہ ثابت ہوگی۔

بقیہ: برکات رمضان

کام اس میں کرے تو فرض کے درجات کا ثواب پائے گا اور جو کوئی اس میں فریضہ ادا کرے تو اسے سوائے رمضان شریف کے دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کا ثواب دیا جاتا ہے۔ صبر ومحبت وغمخواری کا مہینہ ہے مسلمانوں پر اس میں رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔ جو شخص کسی روزہ دار کا افطار کرائے اس کے گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے، وہ جہنم کی آگ سے آزاد کیا جاتا ہے اور روزے دار جتنا ثواب اس کو بھی دیا جاتا ہے۔ آخر میں فرمایا کہ یہ وہ مہینہ ہے کہ اول اس کے رحمت ہے، بیچ میں اس کے بخشش ہے اور آخر میں اس میں جہنم کی آگ سے آزادی ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہمیں توفیق استقامت عنایت فرما کر برکاتِ ماہِ رمضان سے محروم نہ فرمائے۔ آمین۔